tle- Makhzan-ul-Mazamee

thor- Babu Charan Jee Lal

te- 1885

bject- Urdu Essays

سلسلة نمبرا الزبانذانی

7

مخزن المضامین

حصہ اول

جسمیں اعلی اور مستند لوگوں کے اخلاقی علمی
ملکی اور طرز معاشرت کے مضامین مختلف
رسالوں اور اخباروں وغیرہ سے چنکر طلبار
مدارس اور دیگر شایقین عالی خیالات کے
لئے درج کئے گئے ہیں

بابو چرنجی لال صاحب مالک و منیجر محب ہند پریس دہلی نے
شایع کیا

ماہ اگست ۱۸۹۸ع

مطبع فیض بازار دہلی میں بابو چرنجی لال صاحب مالک مطبع
کے اہتمام سے چھپا

فہرست مضامین

نمبر	نام مصنف	عنوان مضمون	تعداد [illegible]
۱	سید سجاد مرزا صاحب مرحوم دہلوی	حاکم محکوم کے خیالات سے کیونکر واقف ہوسکتا ہی اور ہمارے حکام کسقدر واقف ہیں	۱-
۲	[illegible] لال صاحب [illegible] سپرنٹنڈنٹ کالج لاہور	فوائد علم نباتات	۹-
۳	ماسٹر پیارے لال صاحب حال قایممقام انسپکٹر مدارس حلقہ انبالہ	دو آریا بہنیں	۱۲-
۴	منشی محمد عبد الصمد صاحب ناگپوری	ریاضت	۱۹-
۵	اڈیٹر ہریانہ اخبار جھجر۔	غفلت	۲۱-
۶	منشی محمد عبد الصمد صاحب ناگپوری	عقل	۲۳-
۷	ہریانہ اخبار۔	انسان اخلاقی نیکی کسطرح حاصل کرسکتا ہے	۲۵-
۸	ندارد	امر روشنی طبع تو بر من بلا شدی	۲۷-
۹	لالہ فقیر چند صاحب دہلوی ہیڈ اسسٹنٹ ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر مرحوم مؤلف ہندوستانی انگریزی ڈکشنری	اردو زبان کی حقیقت	۲۹-۳۹
۱۰	منشی محمد سردار خاں صاحب دہلوی	بیوہ کی شادی کیوں نہیں کرتی	۳۹-۴۱
۱۱	منشی محمد خالد صاحب از کپورتھلہ	توجہ و عدم توجہ	۴۱-
۱۲	منشی گنڈا سنگھ صاحب مدرس فارسی	صغر سنی میں شادی کرنیکا نقصان	۴۶-

تمام ہوئی فہرست

مخزن المضامین

مضمون مصنفہ جناب سجّاد مرزا صاحب ممبر دہلی سوسائٹی

عنوان مضمون

حاکم محکوم کے خیالات سے کیونکر واقف ہو سکتا ہی ہمارے
حکام والامقام رعایا کے خیالات سے کسقدر آگاہ ہین
اور اونکی آگاہی کے نقص کو کونسا امر کہو سکتا ہے

امور دنیوی مین حکومت سے زیادہ مشکل شاید کوئی چیز ہوگا کہون آدمیونکی حفاظت کا بوجھ اپنے سر لینا اونکی صلاح و فلاح کی فکر مین ہمہ تن مصروف ہونا اس امر کو اپنا فرض سمجھنا اور ہر امر مین منتظم حقیقی کے سامنے اپنی تئین جواب دہ جاننا کچھہ آسان کام نہین ہے علم کامل عقل رسا طبع انصاف آشنا پہر تجربہ حاصل ہو اور خدا کا فضل شامل ہو جب یہ بوجھہ اوٹھ سکے اور فرض پورا ادا ہو سکے ۔ حاکم کا حال طبیب سی بہت ملتا ہے علم و عقل و تجربہ دونون کو ضرور ہے طبیب اگر طب نہین جانتا تو کیا خاک علاج کریگا حاکم اگر علم اخلاق و اصول سیاست مدن و حسن معاشرت سے آگاہ نہین تو کیونکر حکومت کرسکیگا عقل و تجربہ بغیر وہان تشخیص مرض دشوار اور یہان قانون سازی و تحقیق مقدمہ محال لنسخہ لکہنی سے اول طبیب کو مریض کے حال سی کماحقہٗ واقفیت ضرور ہے قانون کے مسودہ طیار کرنے سے پہلے حاکم کو رعایا کے منشاء سے آگہی واجب ہے طبیب اگر مریض کا حال خوب نجانتا ہوگا تو تشخیص مرض مین غلطی کہائیگا حاکم اگر رعایا کے خیالات سے بے خبر ہوگا فایدہ کے عوض نقصان پہنچائیگا جیسے غلط و صحیح تشخیص مرض اپر مریض کی

موت و زندگی و طبیب کی ناکامی و کامیابی موقوف ہی اسیطرح رعایا کے خیالات و حالات کی واقفیت اور عدم واقفیت پہ رعایا کی بہبودی و خرابی اور حاکم کا انتظام و بے انتظامی منحصر ہے طبیب و حاکم کے مقابلہ کرنے سی یہ خوب ثابت ہو گیا کہ مریض کی صحت و رعیت کی عافیت جو طبیب و حاکم کی کوشش کا نتیجہ اور آرزو کا منتہی ہے بے مریض کی حال سے واقف ہوی اور بے رعایا کے خیالات کے جانے ہر گز حاصل نہین ہو سکتی اب مین اس امر مین بحث کرنا چاہتا ہون کہ حاکم رعایا کے خیالات سی پوری پوری آگاہی کیونکر حاصل کر سکتا ہی اس بحث سی پہلے میری راے ناقص مین یہ آتا ہی کہ اول اون صورتونکو بیان کرون جنکے کام مین لانے سے ایک شخص دوسرے شخص کے خیالات سی ماہر ہو جاتا ہی وہ کئی صورتین ہین **اول** یہ کہ جس شخص کے خیالات انسان دریافت کرنا چاہتا ہی اوسکی افعال ظاہری کو نہایت غور سے دیکھتا ہی اور ان افعال پر خیالات کو قیاس کرتا ہی اس صورتمین ذرا قیافہ شناسی درکار ہے اور پہر بہی پورے پورے خیالات معلوم ہونے دشوار۔ **دوسرے** یہ کہ اوسکے ابا و اجداد و اہل صحبت کے حالات و خیالات جیسے ہون ویسا ہی اوسکے حالات و خیالات کو سمجہہ لیتا ہی تخم کی تاثیر و صحبت کا اثر مشہور ہے اگرچہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہی کہ بیٹے مین باپ کی چہینٹ نہین ہوتی بعض ایسی لوگ ہی ہوتے ہین کہ ہر رنگ کی صحبت مین بیٹہتے ہین مگر اپنا ڈہنگ نہین چہوڑتے **تیسرے** یہ کہ اوسکے ملنے جلنے والونسی اوسکی طبیعت و خیالات کو پوچہتا ہی اس صورت مین بہی کم و کاست حال دریافت نہین ہوتا دوست ہمیشہ وہ باتین اچہی ہی کہتا ہی دشمن ایک نہ ایک کٹتی کہہ جاتا ہے **چوتھے** یہ کہ حال دریافت کرنیوالا دو چار ایسی میٹہی اور فریب کی باتین کرتا ہی کہ وہ شخص کہل جاتا ہی اور اپنا حال ظاہر کر دیتا ہی اس صورت مین جبتک فریب ظاہر نہوا او سوقت تک خیریت ہی ادہر بہید کہلا اودہر زبان بند ہوئی۔ **پانچوین** رفتہ رفتہ راہ و رسم پیدا کرتا ہی اور دوستی بہم پہنچاتا ہی یہانتک کہ دونو گویا ایک

دوسرے کی دوستی پر اطمینان کلی ہو جاتا ہی اس صورت مین کوئی بہید ایسا نہین جو
پوشیدہ رہجاوے تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جس شخص کی دوستی پر کسیکو اعتماد کامل ہوتا
ہے اور وہ اوسے اپنی بہلائی سے خوش ہونیوالا اور برائی پہ تاسف کرنیوالا جانتا ہے
اوس سی سب کچھ کہدیتا ہی اپنے عیب تک اوس سے نہین چہپاتا اور بہی بعض طریق ہین
مگر اونکے بیان سے طول ہوگا الغرض انہین طریقون سے حاکم ہی رعایا کے خیالات
سے آگاہ ہو سکتا ہی **اول طریق** ملاحظہ احوال و افعال رعایا ہی بنگالی و
پیشاوریون کے افعال اتنے مختلف ہونگے کہ ممکن نہین کہ کوئی اونہین چشم تامل سے
دیکہے اور اونکے خیالات کا فرق نہ پاجاوے **دوسرا طریق** مطالعہ تاریخ ہی پہلے طبقہ
کے حالات و خیالات اگرچہ دوسرے طبقہ سے مختلف ہون مگر یہ کب ہو سکتا ہی کہ وہ
آپسمین بالکل نہ ملین گو سیوا جی جیسا اولو العزم آج کوئی مرہٹون مین نہو مگر من چلے
سپاہی اور دل کہلے شہسوار اب بہی مرہٹون مین پاؤ گے **اخبار نویسون کی**
رایون اور انجمنون کے فیصلون کو پڑہنا گویا یاران جلسہ سے حال پوچہنا ہی گو اِن
رایونمین مبالغہ و طرفداری و خوش آمد کو کچہہ کچہہ دخل بہی ہے مگر پہر بہی رعایا کا
بہت سا منشا اِس ذریعہ سی معلوم ہو جاتا ہی **چوتہا طریقہ** کیا ہی خفیہ نویس اور
مخبرون سے حال دریافت کرانا **پانچوان طریق** حاکم و محکوم مین پورا اعتماد
و اعتقاد اور سچی محبت و ارادت پیدا ہو جاتا ہی اسصورت مین ممکن نہین کہ اپنے دکھ سکھ
کو ذرہ ذرہ محکوم اپنے حاکم سے نہ کہے اور حاکم اوسکا کما حقہ تدارک نکرے اب مین
بہت خوشی سے اقرار کرتا ہون کہ ہماری بیدار مغز و رعیت پرور حکام یہ سب طریقے
برتتے ہین مگر بے اسکے کہے بہی چارہ نہین کہ سب مین کچہہ نہ کچہہ نقص ضرور ہے ہمارے
حکام والا مقام اپنے اپنے احاطہ حکومت مین ہمیشہ دورہ کرتے ہین شہرون مین بہی
سوار ہوکر نکلتے ہین رعایا کے حالات کو ملاحظہ فرماتے ہین مگر ایسی ہی نظر سے کرنا

ہین لوگونکے پہرنے چلنے سے دکانون پر خرید و فروخت ہوتے دیکھنے سے دوچار گہوڑے بگہی پر پہرتے ملاحظہ کرنے سے آبادی شہر و آسودگی رعایا کا نتیجہ نکال لیتے ہین کبہی کسی معزز چہرہ کو کہ وہ غبار افلاس مین آلودہ اپنے فکر مین گردن جہکائے آہستی سے بچ بچ کر چلتے دیکھکر یہ پوچھنے کی دلیری نہین ہوتی کہ یہ فلک زدہ کون ہے اور اسپر اسکے سخت دشمن نے جو اسیکا پیٹ اور آپکی اولاد ہی کیا ستم کر رکھا ہی کبہی کسی تربیت یافتہ ہونہار جوان کو پست حالتی کی قید مین پہنسا دیکھکر یہ خیال نہین آتا کہ اگر اس اولو العزم کو اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملے تو یہ کیا کچھ رنگ نہ لاوے ع
ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد + مین اول عرض کر چکا ہون کہ ملاحظہ حال مین ذرہ قیافہ شناسی اور تعمق نظر درکار ہی لوڑ دیو صاحب بہادر سابق والیسرائے ہند کو خدا نیک جزا دے کہ اونہون نے مسلمانونکی پست حالت کو دیکھکر اونکی ترقی تعلیم کیطرف توجہ مبذول فرمائی اور شفقت شاہانہ سے ایک رزولیوشن جاری فرمایا جسکا یہ منشا ہی کہ حکام ماتحت مسلمانونکی تعلیم و تہذیب مین زیادہ کوشش فرماین بلکہ اونکی ترغیب علم کیواسطے بعض خاص ذریعہ کام مین لائین جس تغافل کی شکایت کرنے کی مین نے دلیری کی ہی اوسکا علاج میری رائے ناقص مین صرف یہی ہے کہ ایسے بیدار مغز و شفیق حکام کی کل حکام پیروی فرماوین اور جیسے کار سرکاری کی خوش اسلوبی سے سر انجام کرنے مین ہر حاکم دوسرے حاکم سے سبقت لیجانیکا ارادہ کرتا ہی اسیطرح رعایا کے ملاحظہ احوال اور اوسکی تیمار داری مین ایک دوسرے سے آگے قدم رکھنے کی کوشش کرے۔ ہمارے حکام چونکہ اکثر یونیورسٹیون کی تعلیم یافتہ ہین اونکو تاریخدان نکہنا چہوٹا موںنھ بڑی بات ہے مگر میری رائے ناقص مین اونکا علم تاریخ صرف انگریزی تاریخون مین محدود ہی اگرچہ انگریزی مورخون نے ہندوستان کی تاریخ کو بے اصل و مبالغہ آمیز قصّون سے پاک و صاف کر دیا ہی مگر

ہمین بہی شک نہین کہ خود بہی کہین کہین تعصب کی بلا مین پہنسے ہین علی الخصوص
وہ مصنف جنہون نے ۱۸۵۷ء کے غدر کا حال لکہا ہی پس عمدہ تاریخدان ہندوستان
مین وہ ہو سکتا ہی جو کُتب انگریزی و فارسی دونو کو پڑہ سکے اور مسلمان اور عیسائی
مورخونکی تحقیق ورائے مین امتیاز کر سکے ہندؤن کے زمانہ کی کوئی کتاب جسنے اعتبار
تاریخ پایا ہو مجہے نہین معلوم ورنہ سنسکرت وہندی جاننا ہی تاریخ ہندوستان بخوبی
جاننے کیواسطے میری رائے ناقص مین ضرور ہوتا تاریخدانی کے اس نقص کے کہونے
کیواسطے ضرور ہے کہ حکام اردو فارسی خوب جانتے ہون مگر تعجب ہے کہ بیچارے
ہندوستانیونکو سول سروس کے امتحان مین انگریزی زبان سے خوب ماہر ہونا ہی
کافی نہ سمجہا جاوے بلکہ انگریزی دانی اور سمندر کا طے کرنا لازم وملزوم ہون اور
یوروپینز کو اردو فارسی دانی مین کچہری کے اردو کے معمولی الفاظ سمجہنا ہی کافی
بڑہکر تصوّر کیا جاوے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اخبار وغیرہ دیکہنے کی بابت سے حکام کو تو مطلقاً فرصت ہی نہیں ملتی اور
جو اخبار دیکہتے ہین وہ اول تو اکثر انگریزی ہی اخبار دیکہتے ہین دوسرے جو شکایتیں
اخبار نویس لکہتے ہین اوس پر بہت ہی کم التفات فرماتے ہین مجہکو آجتک ثابت
نہین ہوا کہ صرف اخبار نویسونکی یا ارباب انجمنہاے تہذیب ورفاہ کی شکایت سے
حکام نے کسی امر کی اصلاح کی ہو میری راے ناقص مین رعایا کے خیالات دریافت
ہونیکے لئے حکام کو یہ امر نہایت ضرور ہے کہ کوئی خاص حاکم انجمنونکے رسالون اور
اخبار نویسونکی رایونکے دیکہنے کے لئے اور اونکے منشا سے گورنمنٹ کو آگاہ کرنیکے
واسطے مقرر کیا جاوے بہتر یہ ہے کہ ہر لوکل گورنمنٹ کا ایک سکرٹری جو منصف
ورحم دل ہو اور اردو خوب جانتا ہو اس کام پر مامور کیا جاوے کہ وہ انگریزی
واردو رسایل واخبار بغور پڑہے اور مبالغہ وخود غرضی کو دور کر کے رعایا کی

آرزو ویٹن گورمنٹ پر ظاہر کرے اور گورمنٹ جہانتک منافی انتظام و معدلت نہو اونپر التفات فرمائے۔

خفیہ نویسی اور مخبری سے حال دریافت کرنا خاص موقعونکے لئے ہی میری رائے مین اوسکو وسعت دینا مناسب نہین ہی پس اسکے نقصونکو کیون لکھون ورنہ اس طریق مین اتنے نقص ہین کہ جنکا بیان مشکل ہے۔ رہی دوستی وراہ ورسم وہ پاس رہنے ملنے جلنے اور دکھہ درد کے شریک ہونے پر موقوف ہی پاس رہنے کو تو اختلاف مزاج اور عذر آب وہوا مانع ہے اسے کون تسلیم نکریگا کہ ہندوستانی مکان کی ہوا جو ایکطرف سے بالکل بند اور سب طرف سے اونچے اونچے مکانون سے گھرا ہوا ہوتا ہے ویسے نہین ہوتے جیسے صاحب لوگونکی جنگل کی کوٹھیونکی ہوتی ہے جب ہم گرم ملک کے رہنے والے بعض اوقات اپنے مکانونکی خرابی ہوا سے تکلیف اوٹھائین تو سرد ملک والے کیون اونہین دُنیا کا دوزخ نہ سمجھین ملنا جلنا اوسکا یہ حال ہے کہ جو وسیع الاخلاق حاکم ہین وہ ہفتہ مین ایک دن ملتے ہین وہ متمولون سے اگر دو چار منٹ سے کوئی زیادہ بیٹھے تو خود اچھا صاحب رخصت فرماتے ہین حرف مطلب تو زبان پر آنا ممنوع ہوتا ہی ہے طرفہ یہ ہے کہ بعض وقات تو ادہر ادہر کی باتین ہی نہین ہوتین روز ملاقات صاحب ایک بات تجویز فرما لیتے ہین جو جاجانے اوس سے وہی جملہ کہا جاتا ہی اس جملہ سے ہی صاحبان عالیشان کی اردو سے واقفیت ظاہر ہے الغرض اوسکے جواب سے وہ فارغ نہین ہوتا کہ رخصت کا وقت آجاتا ہی انصاف یہ ہے کہ کم فرصتی و اشغال ضروری بہی ملنے جلنے کو مانع ہوتے ہین مگر نہ اسقدر معہذا مین نے بعض حکام کو جنکے ہان کام تھوڑا ہے اور اونکے یورپین دوست بہی اونکے شہر حکومت مین نہین اور عالم تجرد بہی دیکہا ہی کہ وقت فرصت پیٹ بھر کے سوتے ہین مگر آدہی دو گھنٹے ہندوستانیونکی صحبت و ملاقات کو ہتک رتبہ

سمجھتے ہین دکھہ درد مین شریک ہونا تو کیا اپنے دکھہ درد مین شریک نہین کرتے خفیف سی علالت مین اگر کوئی احمق ہندوستانی عیادت کو جاوے تو ہرگز بار یاب نہین ہو سکتا کہا یہ کاسا اور دوسرا اس سیکسر کے واپس پھیر دینے کو کافی نہین ہی امر آخر کے اصلاح کے باب مین مولوی میر محمد صاحب خوشنویس نے اپنے مضمون مین جو ماہ جولائی کے رسالہ دہلی سوسایٹی مین چہپا ہے اچھی راے دی ہے میر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ حکام کی ملاقات کی تقسیم اسطرح ہو کہ اول ہفتہ مین فقط روسائے شہر سے ملین دوسرے مین علما سے تیسرے چوتھے مین عام خلایق سے اس راے مین مین کچھہ شریک ہون اور کچھہ مختلف میری راے ناقص مین ہر قسم کے ممتاز شخص سے ملنا گویا کل رعایا سے ملنا ہی اور خواص کی ملاقات سی عوام کے خیالات بہی معلوم ہو سکتے ہین شاید عوام خود اپنے مطالب کو اسطرح ظاہر نہی کر سکین جسطرح خواص اونکی آرزو مین حکام پر ہویدا کرین بشرطیکہ ملاقات مین کچھہ بے تکلفی و آزادی ہو اور اگر یہ نہین تو ہاتھ ملانے اور صورت دیکھہ لینے سی کیا ہوتا ہی یہان مین یہ کہنا بہی مناسب سمجھتا ہون کہ ہمارے ہندوستانیونکو خصوصًا امراکو جنکو حکام سے ملنے جلنے کا زیادہ موقع حاصل ہی ایسے اوصاف بہی پیدا کرنے چاہئین جنکے سبب اونکو یوروپینز کے اور یوروپینز کو اونکی ملاقات کا لطف حاصل ہو اون اوصاف کی توضیح چونکہ میرے مضمون سے چندان تعلق نہین ہے اسلیئے مین اسبات کو یہین چھوڑکر اپنے مطلب کیطرف عود کرتا ہون -

امورات مذکورہ بالا کے سواے میری راے ناقص مین ہمارے حکام کو رعایا کے خیالات سے پوری آگاہی اوسوقت ہوگی جب ہندوستانیونکو انتظام ملک مین بہرہ کافی دیا جاوے اگرچہ ہندوستان کی حالت آج کمال تنزل پر ہے اور انگریزی شائستگی کے آفتاب کی روشنی نے ہماری جہالت و تعصب کے اندھیرے

گو بہت کم کہو یا ہے تاہم مجھے تو یہ ہرگز باور نہین آتا کہ بڑے بڑے صوبون مین دو دو چار چار آدمی بہی ایسے لیق وفہیم وشائستہ وتربیت یافتہ نہین جو اپنے ہموطن بہائیونکے حالات سے کماحقہ آگاہ ہون اور اونکی خواہشونکو کونسل مین پیش کرسکین اور اونکی آسودگی وآرام کے لئے عمدہ عمدہ قوانین بناسکین مین دلیری سے کہتا ہون کہ آج بہی ہمارے ملک مین ایسے لوگ موجود ہین مگر افسوس کہ گورنمنٹ کو اونکی طرف توجہ نہین راجگان ہند کا شریک کونسل ہونا اگرچہ کل ہندوستان کے لئے باعث افتخار ہے مگر اوس سے مطلب کچہہ نہین نکلتا جب مین کونسل قانون ساز کے جلسونکی کیفیت پڑہتا ہون اور اپنے روسای ہندوستانی کی آواز اوس مجلس مین نہین سنتا تو کیسا تاسف مجھے ہوتا ہی بے اختیار یہ مصرعہ زبان پر آجاتا ہی کہ ہر کسی را بہر کارے ساختند اعلیش کے بندونکو محنت سے کیا سروکار اور جو فکر والم سے لاکہون کوس بہاگین اونہین ہمدردی کی عار کب گوارا ہو اور یہی لوگ ہین جو اپنے ہموطنون کے بہبودی کیواسطے اپنا قیمتی وقت خرچ کرنے مین موجود ہین اور اپنے بہائیونکی حمایت مین زبان وقلم کی شمشیر آبدار سے لڑنے کے شوق مین جہومتے ہین۔

مفصلات مین اعلے عہدے ہندوستانیونکو ملنا بہی وہ امر ہے جو خیالات رعایا کے دریافت ہونیکے لئے بہت ہی فایدہ مند ہے مگر چونکہ مضمون کو طول ہو گیا ہی اسلئے مین اس باب مین اسوقت کچہہ لکہنا مناسب نہین سمجہتا۔

آخر مین یہ التماس ہے کہ جب مین اپنی گورنمنٹ کے رعایا پروری وبیدار مغزی وآزاد بنشی کو گورنمنٹ سابق یا آجکل کے ہندوستانی رئیسونکے حال سے مقابلہ کرتا ہون تو بدرجہا بہتر پاتا ہون بلکہ اس باب مین بعض اوقات اپنے ٹہیٹہ ہندوستانی بہائیون سے لڑتا ہون جب ہم اپنی گورنمنٹ کو ایسا پاتے ہین آزادانہ رای

دینے کی جرات ہی ہوتی ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ آگے کون رو کر اپنے انکھیں کہوتا ہے الٰہی جناب ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کا سایہ عاطفت ہمارے سر پر دیر گاہ قایم رہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی عدالت داعانت و اپنی جودت ولیاقت سے علم و ادب و اخلاق مین وہ رتبے حاصل کرین کہ اونکی پشت گرمی سے حکومت مین بہرہ کافی پائین اور اپنی یوروپینز بہائیونسے کسی امر مین نہ شرمائین۔

مضمون مصنفہ ماسٹر کنہیالال صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول دہلی

فوایدِ علم نباتات

جو چیزین ہم اپنے آگے پیچھے داہنے بائین اوپر نیچے دیکھتے ہین تین بڑے حصونپر منقسم ہین حیوانات نباتات جمادات ان تینونکو موالید ثلاثہ کہتے ہین حیوانات مین انسان چرند پرند جتنے ذی روح چلتے پہرتے ہین اور حرکت کرتے ہین سب شامل ہین اور تمام چیزین جو زمین پر اُگتی ہین نباتات کہلاتی ہین خواہ چھوٹے پودے ہون خواہ بڑے بڑے درخت خواہ گہاس خواہ پہل پہول۔ جمادات اون اشیا سے مراد ہے جو کانون مین سے نکلتی ہین مثلاً ہیرا آہنا سونا چاندی لوہا تانبا کوئلہ سنکہیا۔ اگر مخلوقات کی تینون قسمون مین سے کسی ایک فرد واحد پر غور کیجاے اور اوسکے اجزا نظر تامل سے دیکھی جائین تو ہر ایک ٹکڑا عجائبات سے پُر دکہائی دیگا۔ صاحبو۔ مکہی بہی کوئی چیز ہے مچہر بہی کوئی چیز ہے۔ مکڑی بہی جانورون مین جانور ہے۔ اول تو شاید یہی کہو۔ کچہہ نہین۔ پہر اگر کہو تو یقیناً یہ کہو کہ مکہی ایسا مکروہ جانور ہے کہ اسکو نہ کہانے پر بیٹھنے دیتے ہین نہ بدن پر اور نہ کسی چیز پر۔ مکڑی بدن پر لگ جاتی ہے تو آگ لگا دیتی ہے۔ مچہر رات بہر سونے نہین دیتے تشنہ خون

آدم زاد ہین - غرض ان جانور ونکا ذکر جہان کہین آئیگا اسی طرز پر آئیگا - لیکن ذرا مکہی کی آنکھہ کو خوردبین سے ملاحظہ کیجے کیسی خوبصورت اور رنگ برنگ کی نظر آتی ہے - مکڑی کی آٹھ آنکہین ہوتی ہین اور ہر ایک آنکھہ مین بیس ہزار پرت شیشہ کی مانند شفاف ہوتے ہین اور ہر پرت کے آر پار بآسانی اور اچہی طرح دیکھہ سکتے ہین - مچھر کے دل گردہ جگر رگین ایسی ہی ہوتی ہین جیسے انسان کے بدن مین اوس صانع کامل کی صنعت یاد آتی ہی کہ ایسے چھوٹے سی جسم مین اس خوش اسلوبی سے یہ رگ پٹھے کیونکہ بنائے ہین کہ حرکت کرتے ہین اور اپنے اپنے موقع پر سب کام دیتے ہین - انسان کی ساخت اور بناوٹ پہ نظر کرنے سی تعجب آتا ہی اور اوسکے قواے عقلیہ اور روحانیہ کیطرف طبیعت لڑاتے ہین تو گویا ایک بحر ذخار مین غوطہ لگاتے ہین موتی تو کیا ہاتھہ آتا تھا ہان خود دریاے حیرت مین ڈوب جاتے ہین ہزارون عالم اور بڑے بڑے حکیم سر ٹکرا کر مر گئے مختلف قوتونکے نام مقرر کر گئے مگر کوئی منزل مقصود تک نہ پہنچا - بہلا کوئی یہ تو بتائے کہ حافظہ مین اتنی قدرت کہانسے آئی کہ وہ ہر چیز کو یاد رکھہ سکتا ہے اور بعد مدت مدید کے بہی جو کچھہ گذرا تھا بتا سکتا ہے - قوت متخیلہ نے یہ ملکہ اور انداز کہانسے پایا کہ ان ہوئی چیز کو ذہن کے سامنے صورت بنا کر کہڑی کر دیتی ہے - اسی قوت کے وسیلہ سے ہم اورون کی تکلیفین اور خوشیان جان سکتے ہین اگر یہ نہوتی تو کوئی شخص دوسرے کی خوشی اور رنج مین شریک نہوتا شاید اونکو سمجھہ بہی نہ سکتا ایک اور قوت ہے جس سی نیک و بد کی تمیز ہوتی ہی - اگر پوچھو ان قوی کو یہ قدرتین کہانسے حاصل ہوئین - خیالات وہمی بہت سے مین لیکن اصل کو سوائے ایزد پاک کے کون جانتا ہے - تو کیا کہتا تہا کیا کہنے لگا - غرض کہانتک آپکی سمع خراشی کرون کوئی چیز ایسی نہین جو عجیب نہو - ایک کیمیا گر نے یہی ثابت کر دیا ہی

کہ کوئلے اور ہیرے کے اجزا ایک ہین اگر کوئلے کے اجزا کسی کل سے دبائے جائین تو ہیرا بن سکتا ہے - بناتات بہی عجائبات سے بہری ہوی ہے - کائی جو بارش کے موسم مین مکانونکی دیوارون اور منڈیرون پر جمجاتی ہے اوسمین پہول پتے بیل بوٹا ہوتے ہین صرف نظر غور درکار ہے کہ اسکی کیفیت کو دیکہے اور پہچانے - بناتات کے علم سے بہُت سے فایدے حاصل ہوتے ہین مگر مین مختصرا دو تین ہی بیان کرونگا - اول بڑا فایدہ یہ ہے کہ علم طب کو اس سے بڑی مدد پہنچتی ہے - جو امراض کسی مُلک مین ہوتے ہین خداوند کریم مسبب الاسباب نے انکے علاج بہی اسی جگہ پیدا کئے ہین انسان کی صرف کوشش ضرور ہے - یونانی حکیمون نے اس باب مین بہُت کچہہ سعی کی لیکن نہ اتنی کہ بالفعل کوشش کی ضرورت نہ رہی ہے - ہمارے مُلک کے حکیم وید ہین انکو اس مُلک کی گہاس پہونس جڑی بوٹی کا بہُت سا حال معلوم ہے اور بعض تو ایسے مبصر ہو گذرے ہین کہ ایک مرض کے لئے ایک ہی دوا تجویز کر گئے ہین لیکن ہزارہا پودے ابہی ایسے اور باقی ہین کہ جنکے خواص سے ذرا بہی آگاہی نہین - کیا ممکن نہین ہے کہ لاعلاج مرضون کے لئے کوئی نسخہ عجیب یا دارو سے سودمند کسی گہاس مین سے برآمد ہو کر دیدہ بینا چاہئے - **دوم** ہنر اور فن کو اس علم سے بہُت فایدہ پہنچا ہے - دیکہو انگریز چہال سے کیسے کیسے عمدہ اور مضبوط کپڑے بناتے ہین - ہمارے ہموطن سوائے روئی اور ریشم کے اور کسی شے سے کپڑا بنانا نہین جانتے - عجب نہین کہ ہمارے مُلک مین بہی کوئی ایسی گہاس یا درخت پیدا ہوتا ہو جسکے گودے یا تنے یا ریشون سے کپڑا تیار ہو سکے کچہہ کپڑے پر منحصر نہین اور بہُت سی چیزین بہی مثلاً رنگ وغیرہ پودون سے حاصل ہو سکتی ہین مین نے سُنا ہے کہ سنہری رنگ جو بعض انگریزی تانبے اور پیتل کی چیزون پر کیا ہوا ہوتا ہے وہ کسی گہاس سے نکلتا ہے

سوم ہماری آسایش اور روزمرہ کے آرام مین بہی یہ علم بہت مفید ہی۔ عمارت کے کام مین صرف سال کی لکڑی مستعمل ہے۔ عرصہ سے یہ لکڑی بہت گران بکتی ہے۔ اگر ہم اپنے ملک کی کُل لکڑیون کی قسم سے واقف ہوجاین تو کیا عجب ہے کہ کوہی اور لکڑی مضبوط اور سستی عمارت کے ڈہب کی نکل آوے۔

مضمون مصنفہ ماسٹر پیارے لال صاحب مترجم اول دفتر ڈائرکٹری پنجاب حال قایم مقام انسپکٹر مدارس حلقہ انبالہ

دو آریا بہنین

پہلے اس سے کہ ان دونو بہنون کی بود و باش کا حال لکہا جاے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکی قرابت کی کیفیت بطور اختصار بیان کیجاے۔

واضح ہو کہ ممالک یورپ مین زبان سنسکرت کی تحصیل کے چرچے سے اسی اُنیسوین صدی مین ایک علم ایسا نکلا ہے جسکی طرف پہلے کِسیکو توجہ نہوی تہی۔ وہ علم زبانونکی تحقیقات و تطابق کا علم ہے۔ جو زبانین دُنیا کے مختلف طبقات مین بولی جاتی ہین اس علم کے ماہر انکی ساخت کو بہت غور و فکر سے دیکہتے ہین اور جن زبانونکی ساخت کو یکسان پاتے ہین اور ایک کے کچہہ الفاظ بہی دوسرے کے الفاظ سے ملجاتے ہین تو اونکو ایک خاص قسم مین داخل کرتے ہین اور پہر اسی تحقیقات کے ضمن مین بہت سی تاریخی باتین ایسی دریافت کر لیتے ہین جنکا اور کسیطرح پر معلوم ہونا ممکن نہ تہا۔ اسی تحقیقات کے ذریعہ سے اب یورپ کے لوگونکو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ سنسکرت اور یونانی اور لاطینی اور جرمن اور انگریزی اور فارسی سب ایک خاندان کی زبانین ہین اور زبانہاے آریا اون لوگون نے ان زبانون کا نام رکہا ہے جو زبان اِن سب زبانون کی اصل

ہتی اوسکا حال ابتک بخوبی منکشف ہنین ہوا مگر اس قدر قیاس کیا گیا ہی کہ
کسی زمانہ مین وہ وسط ایشیا کے پہاڑون مین بولی جاتی تہی اور جو لوگ اسکو
بولتے تہے وہ اہل ہند و اہل یونان و اہل اطالیہ و اہل جرمنی و اہل انگلستان
و اہل ایران سب کے بزرگ تہے - آب وہوا کی ناسازگاری یا کسی اور
سبب سے انہین سے ایک گروہ وطن مالوف کو چہوڑ کر ہندوستان مین آیا اور
اوّل اوّل پنجاب مین آباد ہوا - دوسرا گروہ یا دوسرے کئی گروہ اوسی مقام
سے چلکر مغرب کیطرف روانہ ہوے اور رفتہ رفتہ یوروپ کے مختلف ملکون مین
آباد ہو گئے - یہان سے ظاہر ہے کہ اگر ہندوستان کی عورتون یعنی ہندنیونکو
انگلستان کی عورتونکی بہن کہا جاے تو کچہ بیجا ہنین ہے کیونکہ ابتدا مین نکاس
دونونکا ایک ہی مقام سے ہوا ہے - اس تمہید کے بعد اب ہم دونون بہنونکا
کچہ حال لکہتے ہین اور امید کرتے ہین کہ حضار جلسہ کو وہ دلچسپ معلوم ہوگا -
انگلستان والی بہن جب پیدا ہوتی ہے تو اوسکے والدین کو اوسکے پیدا
ہونے سے تقریبًا ویسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسے لڑکون کے پیدا ہونے سے ہوا
کرتی ہے - کوئی نیا فکر یا تردد پیدا انہین ہوتا بر خلاف اسکے جب ہندوستان
والی بہن پیدا ہوتی ہے تو اسکے ماباپون اور قریب کے رشتہ دارونپر افسردگی
چہا جاتی ہے اور وہ یہ سمجہتے ہین کہ آسمان سے ہمارے سر پر کوئی پتہر ٹوٹ کر
گرا ہے جس عیش وعشرت اور بے فکری مین اُنکی پہلے گزرتی تہی اب وہ بات
نہین رہتی - اسیوقت سے یہ فکر دامنگیر ہو جاتی ہے کہ اسکی شادی کیواسطے
سرمایہ بہم پہنچایئے - خواہ اسمین اپنا ہی پیٹ کیون نہ کٹے - لڑکی کا باپ
اگر کچہ فضول خرچی کرتا ہے تو اوسکے بزرگ اور اَور لوگ اوسکو سمجہاتے ہین
کہ میان اب تم بیٹی کے باپ ہوے تمکو لازم ہے کہ سوچ سمجہکر خرچ کیا کرو پنجاب مین

ایک مثل مشہور ہے کہ کہا کہا کہا جب تک دہی نہ جاے - بہن بہن بہن جب تک نون نہ آے - اس کلام مین خطاب عورت سے ہی اور مطلب اسکا یہ ہے کہ جبتک تیرے ہان لڑکی پیدا نہو تب تک جو چاہے سو کہا اور جب تک تیرے لڑکے کی بی بی نہ آے جو چاہے سو بہن - ایک اور عمدہ ثبوت اس بات کا کہ ہندوستان والی بہن کے پیدا ہونے سے اوسکے والدین کو غم ہوتا ہی یہ ہے کہ ہندوستان مین جب کسی کے ہان بچہ پیدا ہوتا ہے تو ایک قسم کے گیت گاے جاتے ہین جنکو بہائی کہتے ہین اور اونمین سے بعض مین لڑکون کے پیدا ہونے کی خوشی اور لڑکیون کے پیدا ہونے کا افسوس ظاہر کیا جاتا ہی چنانچہ ایک گیت یہان بھی حظ حضار جلسہ کے واسطے لکہا جاتا ہے -

بہائی - اونچا سا کیہڑا کنکر ہیڑا سکل دہول دہلایا + جس چڑہ دو نو سمدہی جوا کہیلین کون ہارا کون جیتا + دادا ہارا دوسرا جیتا داری پت داؤ جو پڑ گئے ہستی کیون نہ ہارا عماری سے تی مہاراج کنوار کیون ہارا + دادا تو اُسی دن ہارا جسدن کنیا جنمیا + مطلب اسکا یہ ہے کہ ایک اونچا مکان ہے اور شنگرف سی اوسکو خوب رنگا ہے دو سمدہی اوسمین بیٹھکر جوا کہیلتے ہین بدقسمتی سے بُری داؤ جو پڑی تو دلہن کا دادا ہارا اور دولہا کا دادا جیتا پہر اسمین دلہن کے دادا سے سوال ہے کہ عماری دار ہاتھی کیون نہ ہارا پوتی کو کیون ہارا - جواب یہ ہے کہ دادا تو اوسیدن ہار چکا تہا جسدن لڑکی پیدا ہوئی تہی - یہ بہائی کے گیت کا اول بند ہے اور اسکے جو اور بند ہین اونمین انہی مصرعونکو دُہراتے ہین اور دادا کی جگہ باپ یا چچا یا کسی اور رشتہ دار کا نام ڈالدیتے ہین اور سب ہارتے ہی ہارتے چلے جاتے ہین اور جواب سبکا یہی ہوتا ہی کہ ہم تو اوسیدن ہارے ہوے بیٹھے ہین جسدن کنیا نے جنم لیا تھا - یہ تو پیدایش کا حال ہوا اب پرورش کی

کیفیت سُنیے۔ انگلستان والی بہن اچھی طرح پرورش پاتی ہی اور اوسکے ماباپ اوسکی غور و پرداخت اوسیطرح کرتے ہین جیسی اپنے لڑکو نکی کرتے ہین۔ زیور کی قسم سے اوسکو کوئی چیز نہین پہنائی جاتی کہ یہ موجب ہلاکت ہے اور اس سے بچون کے بدن پر میل بہی زیادہ جم جاتا ہے۔ کوئی اوس سے ایسا کلام نہین کرتا جس سے یہ پایا جاوے کہ اوسکا مرنا چاہتے ہین۔ ہندوستان والی بہن کی یہ صورت ہے کہ بعض خاندان مین تو پیدا ہوتے ہی اوسکے ماباپ اوسکو مار ڈالتے ہین اور خُدا کا خوف اور انسان کا ترس کچھہ نہین کرتے مگر جن خاندانو مین یہ بات نہین ہی وہان بہی اوسکی وہ قدر تو نہین ہوتی ہے۔ ہان اگر خوش قسمتی سے اپنی والدین کے ہان پہلے پہل یا والدین کے ہان اوسکے سوا کچھہ اَور اولاد نہین ہوئی تو اوسکی قدر ضرور ہوتی ہے۔ ہندوستان والی بہن کو جب اوسکے والدین یا اَور رشتہ کے آدمی کہلاتے ہین تو اوس سے یہ کہتے ہین کہ آ تجھے کنوئین مین یا دریا مین ڈال آئین۔ لڑکا خواہ کیسا ہی فربہ کیون نہ ہو جائے اوسکو اوسکے ماباپ موٹا نہین کہتے اگر لڑکی موٹی ہو جائے تو اوسکا مٹاپا سکو ناگوار ہوتا ہی اور کہنے لگتے ہین کہ آ تیرا پیٹ چاک کرین۔ زیور اوسکو اسقدر پہنایا جاتا ہی کہ وہ اوسکو سنبہال نہین سکتی اور شروع ہی سے اوسکو اسکی ایسی خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ تادم مرگ نہین جاتی۔

انگلستان والی بہن جب چار پانچ برس کی ہو جاتی ہے تو اوسکی ماکہ خود پڑہی لکھی ہے اوسکو پڑہنا لکھنا سکہاتی ہے۔ اور جب وہ اس سے بہی کچھہ بڑی ہو جاتی ہے تو اوسکو سکول بہجواتی ہے۔ وہان اوسکو علوم کے علاوہ سینے پرونے تصویر کہینچنے باجا بجانے اور اور فنون کی تعلیم ہوتی ہے جنکی واقفیت کے سبب آیندہ مجلسون مین اسکی زینت اور عزت ہوتی ہے اور اونہی کے سبب بیاہ کے بعد وہ خاوند کی نظرون مین ہمیشہ پیاری معلوم ہوتی ہے۔ ہندو والی بہن کی

ماں چونکہ خود جاہل ہے اسواسطے وہ بھی جاہل ہی رہتی ہے سینا پرونا البتہ اوسکو سکھایا جاتا ہی۔ مگر وہ ایسا بدسلیقہ ہوتا ہی کہ انگلستان والی بہن کے سینے پرونے سے اوسکو کچھہ نسبت نہیں ہوتی۔ بڑے افسوس اور کمال شرم کی بات ہی کہ بڑی تعلیم جو ہند والی بہن کو ہوتی ہی وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں برادری میں خواہ اپنے گھر کوئی شادی کی تقریب ہو تو وہ عورتوں اور ہم عمر لڑکیوں کے ساتھہ شریک ہوکر وہ فحش گالیاں سُنائے جنکا زبان پر لانا عین بے حیائی ہے۔

انگلستان والی بہن ہنوز سکول ہی میں ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ سکول جانا شروع کرتی ہے کہ ہندوستان والی بہن کا بیاہ ہو جاتا ہے مگر وہ بیاہ ایسا ہوتا ہی جیسا اوس گُڑیا کا جس سے وہ کھیلا کرتی ہے۔ اِس بیاہ میں اوسکی رائے کو کچھہ دخل نہیں ہوتا جو کچھہ کرتی ہیں اسکے ماباپ کرتے ہیں۔ دُلہا کے ساتھہ کھیلنے کا حظ چند روز تک اوسکو ضرور حاصل رہتا ہی مگر یہ حظ اوس حظ سے بڑھکر نہیں ہوتا جو لڑکیاں گڑیا کھیل کر حاصل کرتی ہیں۔ آیندہ کے آرام و آسایش اور خاوند کے ساتھہ نباہ کا کچھہ خیال نہیں ہوتا۔ بیاہ میں اوسکی ماں اور بہنیں بہت سے جادو ٹونے کرتے ہیں کہ دولہا ہمیشہ اوسکے قبضہ میں رہے اور کبھی اوسکی بات سے انحراف نکرے مگر وہ منتر اوسکو نہیں پڑھوایا جاتا جس سے دولہا کا دل خود بخود اوسکی طرف مایل ہو اور وہ تمام عمر اوسکی صحبت کو اپنی خوشی اور فخر کا موجب سمجھے۔ جب بیاہ کے بعد وہ میکے سے سُسرال میں جاتی ہے تو زار زار روتی ہی گویا زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ افسوس میرے ماباپ نے مجھکو وہ بات نہ سکھائی جس سے میں سُسرال میں عزت پاتی۔ جس عمر میں ہندوستان والی بہن ایک دو بچے کی ماں ہو جاتی ہی اوس عمر میں انگلستان والی بہن کی شادی ہوتی ہے اور وہ اوسوقت پڑھہ لکھکر ہوشیار ہو جاتی ہے اگرچہ نکاح اسکا بھی ماباپ کی مرضی سے ہوتا ہی مگر خاوند کے

پسند کرنے مین زیادہ تر دخل اوسی کی راے کو ہوتا ہی - جسکے ساتھ اپنی طبیعت ملتی دیکھتی ہے اُسکے ساتھ شادی کرتی ہی - اوسکی شادی کیوقت اوسکے والدین کو مصارف شادی کا وہ فکر نہین رہتا جو ہندوستان والی بہن کے ماباپ کو رہتا ہے اور اونکی طرح وہ اپنے سمدہیون کو اپنا مدعی اور زبردست نہین جانتے - جسطرح ہندوستان والی بہن زیور ظاہری سے لدکر اپنی سسرال مین جاتی ہی اسیطرح انگلستان والی بہن کے ماباپ اوسکو پیرایہ باطنی سے آراستہ کرکے اوسکے خاوند کے حوالہ کردیتے ہین بیاہ کے بعد ہندوستان والی بہن کی یہ صورت رہتی ہے کہ کبہی اپنی سسرال مین چلی گئی اور کبہی میکے مین چلی آئی اور جون جون عمر زیادہ ہوتی جاتی ہی میکے کا آنا کم ہوجاتا ہی - سسرال مین وہ اپنے خاوند کے ساتھ اکیلی نہین رہتی اور اوسی مکان مین اسکے ساس سسرا جیٹھہ جٹھانی دیور دیورانی اور نندہی رہتی ہین جہالت کے سبب سسرال کی عورتونسے اکثر اوسکی ان بن رہتی ہی - اور کبہی کبہی وہ اوسکے خاوند سے اوسکی شکایت کرکے اسکو گوشمالی بہی دلوادیتی ہین - یہ بات ایسی عام ہے کہ ہندوستان کے اکثر گیت اوسی پر ہین چنانچہ ساس میری دولتی نند میری بیرن - جٹھانی لڑیگی - دیورانی لڑیگی گئی گیتو مین بند ہے ہوے ہین خاوند کے سامنے میکے روبرو وہ اپنا موبنہ کہول نہین سکتی گہونگٹ کاڑہے ہوے بیٹھی رہتی ہے اور اوس سے بات چیت بہی نہین کرتی - دُنیا کے عجائبات اور قدرت کی بہار ایسی چیزین ہین کہ انکی سیر سے وہ ہمیشہ محروم رہتی ہی - دن بہر کہانا پکانیکا فکر رہتا ہی - اور جب اس شغل سے فارغ ہوتی ہے تو بچونکو کہلایا کرتی ہے یا ساس نند سے اوسکی تکرار ہوتی ہی کہ یہ بہی گہنٹہ دو گہنٹہ کا اچہا شغل ہے - خاوند کو اوسکی پاس بیٹہنے سے کچہہ بہت خوشی حاصل نہین ہوتی کیونکہ ساس نند کی شکایت اور گہر کے نون تیل کے سوا اور کوی بات نہین کہ جنکا ذکر کیا جاے - گہر کا انتظام اُس سے

یہ بھی نہین ہوسکتا کہ دھوبن کو کپڑے دیدے اور پھر ویسے کے ویسے گن کر لے لے یا پسنہاری کی پسائیون کا شمار رکھے۔ پوشاک اوسکی نہایت بدسلیقہ ہوتی ہے اور بات چیت مین کچھہ لطف نہین۔ خاوند کو جو فکر اور تردد پیدا ہوتے ہین اونمین وہ اوسکی ہمدرد نہین بن سکتی۔ زیور کی طلب سے ہمیشہ اوسکو ستاتی رہتی ہے۔

انگلستان والی بہن جس گھر مین بیاہ کر جاتی ہے وہان اوسکے اور اوس کے خاوند کے سوا کسی اَور کا دخل نہین ہوتا وہ سبکے سامنے خاوند سے کلام کر سکتی ہے اور میلون جلسون مین اوسکے ساتھہ جاتی ہے۔ جب اسکا خاوند اپنے دوستون اور رشتہ دارونکو اپنے ہان دعوت کے لئے بلاتا ہے تو مہمانداری کے جملہ مراتب اس خوبی سے ادا کرتی ہے کہ سب لوگ اسکو سراہتے ہین۔ خانہ داریکا سارا انتظام اکثر اوسیکے سپرد ہوتا ہے۔ اور جب خاوند بیمار ہوکر گھر مین پڑا رہتا ہے تو یہ مختلف قسم کی کتابین پڑہکر اوسکا دل بہلایا کرتی ہے۔ اور خود بھی کُتب کے مطالعہ سے حظ وافر اوٹھاتی ہے۔ اخبارون کے ذریعہ سے اوسکو دُنیا کے حالات کی خبر رہتی ہے۔ فحش کلمہ کبھی اسکی زبان پر نہین آتا اور ساس نند سے کبھی اوسکی تکرار نہین ہوتی۔ بچونکی غور وپرداخت بخوبی کرتی ہے اور نیکی کا بیج اونکے دلونمین بوتی ہے اگر خاوند اتفاق سے باہر چلا جاتا ہے تو اپنے دل کا مطلب خط مین لکھکر اوسکو بھیجا کرتی ہے اور جو خط وہ بھیجتا ہے اوسکو خود پڑہ لیتی ہے کسی اور کو دکہانے اور کسی اَور سے خط لکھوانے کی محتاج نہین رہتی۔

ہندوستان والی بہن اگر بدقسمتی سے بیوہ ہو جاتی ہے تو اسکی باقی عمر اس مصیبت سے کٹتی ہے کہ کچھہ بیان نہین کیا جاتا۔ کہانے پینے اوڑہنے پہننے سونے بیٹھنے سب باتونکی لذت جاتی رہتی ہے دن بھر فاقون مین گذرتی ہے۔ اگرچہ دوسری شادی کرنے مین مذہب اوسکو مانع نہین آتا مگر رسم سے ناچار ہے کہ اسکے

خلاف کرنے مین دنیا کی بدنامی اوٹھانی پڑتی ہے - پچہم والی بہن اگر بیوہ ہو جاوے تو اوسکی یہ صورت نہین ہوتی - خاوند کے مرنے کا غم بہی اوسکو ازحد ہوتا ہی اور شاید اوس سے زیادہ ہوتا ہی جو ہندوستان والی بہن کو ہوتا ہی مگر وہ اس باب مین کسی رسم کی پابند نہین - اگر اوسکی طبیعت چاہتی ہے تو وہ دوسرا نکاح بہی کر لیتی ہے اور یہ بات اوس سے بہتر ہے کہ انسان اپنی خواہشونکو مارے یا بدراہ ہو جاوے -

بالفعل مین ان بہنون کے حال کو ختم کرتا ہون اور جو صاحب یہ جانتے ہین کہ ہندوستان انگلستان ہو جاوے اور یہ دونو بہنین آپسمین ایک دوسرے کو پہچاننے لگین انکی خدمت مین یہ التماس ہے کہ جب تک دونو بہنونکا حال یکسان نہو جاویگا ہندوستان انگلستان کبہی نہو گا - (ادہلی سوسائٹی)

مضمون مصنفہ منشی محمد عبدالصمد صاحب ناگپوری

ریاضت

چونکہ ہم مرکب ہین - جسم اور جان دو چیزون سے - اسلئے ہم سمجھتے ہین ہم نے اپنا فرض ادا نہین کیا - جب تک ہم ایک مین تعلیم سے اور دوسرے مین ریاضت سے ترقی حاصل نہ کرین جسم انسان کی ترکیب پر غور کرنے سے خود بخود یہ خیال ہم مین پیدا ہو گا کہ جسمانی محنت جسم کے لئے ایسی ضرور ہے جیسے زندگی کے لئے ہوا - جو رطوبت ہمارے جسم مین ہے اوسکے ہضم کرنے - متفرق کرنے اور ملانے کے لئے ریاضت ازبس ضرور ہے - ریاضت محلل فضول ہے - بلا ایذا اور بعین طبیعت ہی حسب مدعا - وہ ایک مجرب علاج ہے - امراض مادی کے دفع کا اور عمدہ نسخہ ہے - حرارت عزیزی کے بڑھانیکا ریاضت مفاصل کو سخت فضلہ کو

دفع اور مسام کو فراخ کرتی ہے۔ تمام عروق اور رباطات جو طناب بدن ہین
اوس سے چست اور درست ہوتی ہین۔ فضول بدنکا تحلیل ہو جاتا ہے اور غذا جو
انسان کھاتا ہے جلد ہضم ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے۔ ریاضت طبیعت
انسان کو اپنے کام مین مدد کرتی ہے جسکے بغیر جسم کو قوت اور روح کو خوشی حاصل
ہونا غیر ممکن ہے۔ پارسائی جو ایک پاکیزہ صفت انسانی ہے صاحب ریاضت کو
حاصل ہوتی ہے اور اوسکا دل خود بخود عیاشی اور شہوت پرستی سے متغیر ہوتا جاتا ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے اوسمین کوئی باریک حکمت رکھی ہے۔ سچ
ہے اگر ریاضت ہمارے لئے ضرور نہ ہوتی تو قدرت نے ہمارے جسم کو اوسکے قابل
نہ بنایا ہوتا۔ اوسکے ہر ایک حصہ مین نرمی۔ سختی۔ چستی۔ کشش۔ گھٹنا۔ بڑہنا
اور دوسری قوتونکو عطا نہ کیا ہوتا۔ تاکہ ہمکو محنت کا شوق پیدا ہو۔ قدرت نے
سمجھا دیا ہے کہ بغیر محنت کے ہم کوئی کام عمدگی سے انجام نہین دیسکتے ہین۔
علاوہ عزت اور دولت کے ہمکو لباس اور غذا کے حاصل کرنے کے لئے بھی ہاتھ
کی ریاضت و محنت اور پیشانی کا عرق ضرور ہے۔ قدرت نے ہمارے لئے سب
سامان مہیا کر دیا ہے مگر اوسکو کام مین لانا ہمارا کام ہے۔ زمین سے غلہ پیدا کرنیکے
لئے پہلے محنت درکار ہے۔ زراعت۔ تجارت۔ ہر ایک کام مین ریاضت اور محنت
انسان کے لئے ضرور ہے۔ یہانتک کہ اون لوگونکو بھی جنکو پروردگار عالم نے
ایسی حالت مین پیدا کیا ہے کہ اونکو محنت کی ضرورت نہین۔ کسی نہ کسی طرح کی
ریاضت کا اختیار کرنا ضرور ہے۔

اب ہم اپنے اس مضمونکو ختم کرتے ہین اور آخر مین ایک بات کہہ دیتے
ہین کہ جسمانی قوت بغیر روحانی تہذیب ایک جنگلی درخت ہے بے برگ و ثمر
اور روحانی ترقی بغیر جسمانی قوت کے ایک مرغ ہے بے بال و پر۔ ہریانہ اخبار ہجبر

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتی ہے منادی
گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی

مصنفہ ہریانہ اخبار ججہر

اے بستر غفلت پر بے پروا آرام کرنے والو! وائے دُنیا و مافیہا کے حقیقت و اصلیت سے بے خبر رہنے والو! تمہین قسم ہے اپنی پیاری جان کی۔ ذرا میری عرض کیطرف توجہ فرماؤ + اور یہ بتلاؤ کہ تم کون ہو اور اس دُنیاء فانی مین کس غرض کے لئے آئے ہو؟ کیا تمہارا کام یہ ہی ہے کہ کسی نہ کسیطرح اپنی جان پروری سے بے فکر رہو؟ کیا تمکو تمہارے خالق نے اسیواسطے پیدا کیا ہے کہ اپنے پیٹ بھرنے کے سوا کوئی کام نکرو؟ اور اوس مالک کے حقوق کی ادائیگی کا کچھہ خیال لفرماؤ جسنے تمکو اپنی عنایت بے پایان سے جامہ انسانی عنایت کیا ہے کیا تمہاری دانست مین اوس حاکم مطلق کا تُم پہ کچھہ حق نہین۔؟ کیا تمکو اوسکے کسی حکم کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے اگر ذرا بھی عقل سلیم اور فہم فہیم سے کام لوگے اور اپنی اور اوس خالق کی رشتہ داری کا خیال فرماؤگے تو یقین کامل ہے کہ اپنے تئین بہت ہی اپنے فرائض منصبی سے بے خبر پاؤگے۔ دیکھو! اوس نے تمکو اشرف المخلوقات بنایا۔ تمہاری حاجت روائی کے لئے طرح طرحکے سامانون کو مہیا کیا۔ کیا تمہاری طرف سے اوسکے ادائیگی احسان مین کچھہ بھی تحریک نہو؟ کیا تمہارا یہ ہی کام ہے کہ تم بھولکر بھی اوسکی شکر گذاری نکرو؟ کیا تمکو یہ خیال نہین ہے کہ اوس منصف مزاج نے تمہارے اعمال کی مثل سُننے کے لئے ایک تاریخ مقرر کی ہے جسپر کل تمہارا حال من وعن کردنی و دیدنی حرف بحرف پیش کیا جاویگا اوسکے جواب مین تم کچھہ تقریر کرنیکی جرات نکر سکوگے۔ کیا تمکو معلوم نہین ہے کہ

وقت پیدائیش سے تمہاری عزیز عمر کو زمانہ اپنی نیرنگیاں دکھلاتے دکھلاتے انجام پر پہنچانیوالا ہے۔ وہ زمانہ عنقریب پہنچ جاویگا۔ کہ آپکو اس دنیاء فانی سے جہاں آکر تم نے ایسے قدم جماے ہین کہ اپنے زعم مین اوسکے مالک بنگئے ہو بلکلخت اوٹھاکر لیجاویگا۔ عزیزو تمکو روز بروز رات دن تمہاری عمر کے کم ہونیکی گواہی کس عمدگی سے جرس وقت دے رہا ہی۔ مگر تمکو افسوس کہ کچھہ خبر نہین۔ تم نے جو ایسی بے پروائی سے اس دار عدم مین بود و باش اختیار کی ہے کیا تمکو معلوم نہین کہ یہ سب سامان دنیوی جنکی محبت مین تم پہنسے ہوے ہو ایسی بے پروائی اور بیوفائی سے تمہاری رخصت کیوقت تم سے علیحدہ ہونگے کہ گویا تمہارا انسے کچھہ واسطہ نہ تہا۔ تم جو یہ عالیشان محل اور ہر قسم کے جہاڑ و فانوس اوسمین سجے ہوے دیکھہ دیکھکر مسند دولت پر مغرور ہو کیا ان چیزونمین سے کسیکو اپنی سمجھتے ہو یہہ دنیا کے بیوفا دوست کہ جن کی محبت مین تم دل وجان سے فدا ہو جنکے واسطے ہر قسم کے ستم وظلم روا رکھتے ہو۔ جنکی دلشکنی نہونے کیواسطے قتل عام کرنا تک ظلم نہین سمجھتے۔ کیا تمکو امید ہے کہ برائی اور بیکسی کے وقت تمہارا ساتھہ دینگے۔ عزیزو! تو بہ توبہ ساتھہ دینا تو کجا یقین جانو تمہارے پاس سے ہوکر بہی نکلنا اونکو نصیب ہوگا۔ جو کچھہ تم کر دگے اوسکی بہوگنے والے تم خود ہوگے نہ کوئی دوست کام آویگا نہ یہ دنیوی سامان پاس پاویگا۔ البتہ اگر کچھہ تمہارا کسی قسم کا ساتھہ بہی دیگی تو یہ ہی نیکی ہے۔ جسکے لئے تمہارے بہت سے خیر خواہ تمکو سمجہاگئے اور اب بہی موجود ہین خواہ اپنی قلم تیز رقم کو اسی کام کے لئے ہر وقت تیار رکہتے ہین جو تمکو ہر وقت پکار پکار کر سمجہا رہے ہین۔

عمل خیر کر لے کچھہ غافل
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے

مضمون مصنفہ منشی عبد الصمد صاحب ناگپوری

عقل

عقل وہ جوہر ہے جس سے انسان - انسان ہوا اور جسنے اوسکو حیوان سے جُدا کیا یہی استعداد قبول کرنے علوم نظریہ کی اور پیدا کرنے تدبیر اور صنعتوں کی ہے - قدرت نے ہر فرد بشر کو اس نعمت سے بہرہ مند کیا ہے - کوئی ایسا انسان نہین جو اس نعمت سے مستفید نہوا ہو - تمام علوم اور فنون اس سے پیدا ہین وہ گویا اسمین چھپے ہوے ہین - عقل اور علوم کے پوشیدہ ہونے کی ایسی مثال ہے جیسے پانی اور مٹی کی - کوئی زمین نہین جسمین پانی نہو مگر اوسکا نکالنا محتاج کھودنے کا ہی یا اوسکی تمثیل مثل روغن کے ہے کہ وہ ہر دودھ مین موجود ہے مگر اوسکا پیدا کرنا ایک تدبیر خاص پر موقوف ہے - پس جو شخص اس استعداد کو کام مین نہ لاے اور عقل کو بیکار کر دے وہ درحقیقت اوس استعداد کو ضایع کرتا ہے جو قدرت نے اوسکو دیا ہے اور وہ انسان ہو کر حیوان بنتا ہے - ارسطاطالیس لکھتا ہی کہ نفس تین قسم کے ہین - نفس نباتی - نفس حیوانی - نفس انسانی - نفس نباتی وہ ہے جسپر نباتات کی زندگی منحصر ہے اور وہ گویا اونکی جان ہے - یہ ایک ایسی قوت ہے جو نباتات کے پالنے اور نشو و نما کے لئے ضرور ہے -

دوسرا نفس حیوانی جسپر حیوان کی زندگی منحصر ہے - اسکے ساتھ - حواس - خواہش شہوت - غضب - وغیرہ شامل ہین - اس مین نفس نباتی سے کسیقدر عمدگی ہے تیسرا نفس انسانی - جس مین منجملہ اور سب باتونکے جو نفس حیوانی مین ہین عقل سے زیادہ ہے - پہر ارسطاطالیس لکھتا ہی کہ انسان صاحب عقل کے افعال کا کوئی

آخری نتیجہ بہی ضرور ہے جو بمنزلہ ثمرہ کے ہے۔ وہ کہتا ہی کہ علت یا نتیجہ دو طرحکے ہین ادنی اور اعلی۔ منجملہ ہنر اور حکمت کا منشا نتیجہ ادلی ہے۔ مثلاً جہاز بنانیکے ہنر کا منشا جہاز بنانا ہے اور لڑائی کے فن کا منشا دشمن پر فتح پانا ہی۔ یہ تو ادنی نتیجے ہین۔ لیکن ایک بڑا آخری نتیجہ بہی ہے جس کے لئے یہ جملہ ادنی نتیجہ بمنزلہ اسباب کے ہین اور جو خاص انسان کے لئے ہے وہ نتیجہ کیا ہے؟ وہ شادمانی یا نیکی ہے۔ اسبات کے دریافت کرنیکے لئے کہ انسان کی شادمانی یا نیکی کیا ہے یہ دیکہنا چاہیے کہ انسان کا خاص کام کیا ہے۔ اسکے معلوم کرنیکے لئے اول یہ دیکہنا چاہیئے کہ انسان کے خاص نکہ ینکے کونسے کام ہین۔

انسان کے خاص کام یہ نہین ہین کہ وہ اپنے قواے جسمانی کی تابعداری کرے کیونکہ یہ کام نباتات کا ہے۔ اور نہ اوسکو لازم ہے کہ اپنی خواہش۔ شہوت۔ غضب کی تابعداری کرے کیونکہ یہ کام حیوان کا ہی۔ اور انسان جانور نہین ہے تو پہر انسان کا خاص کام کیا ہے اوسکے دریافت کرنے کے لئے یہ جاننا ضرور ہے کہ انسان مین خاص صنعت کیا ہی۔ اوسکی خاص صنعت عقل ہے۔ اسمین حواس سے فایدہ اوٹھانے کی قدرت مثل اور حیوانات کے ہی لیکن اوسمین ایک چیز زیادہ ہے یعنے عقل۔ پس انسان کا خاص کام عقل کو کام مین لانیکا ہے۔

قدرت کی عطا کی ہوئی عقل مین۔ اور اوس درستگی او تہذیب مین جو انسان مشق سے حاصل کرتا ہے۔ بڑا فرق ہے۔ مثال اوسکی ایسی ہی جیسے ایک پڑہے ہوے اور بے پڑہے آدمی کی۔ کہ دونوکی آنکہین بینائی مین برابر ہین مگر بے پڑہا آدمی اگر کوئی کتاب اوسکے روبرو رکہی جاوے تو گو کہ وہ کاغذ پر لکیرین دیکہتا ہی مگر پہچان نہین سکتا کہ کون حروف ہین۔ اور پڑہا ہوا اوسے سمجہ لیتا ہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالے نے فرشتو نکو عقل دی

بغیر شہوت اور غضب کے - اور حیوان کو شہوت اور غضب دی بغیر عقل کے - اور انسان کو شہوت اور عقل دونو دی - پس اگر انسان شہوت اور غضب کو اپنا تابعدار کرے اور عقل کی ہدایت پر چلے رتبہ اوسکا فرشتہ سے بڑھ جاوے -

آدمی زادہ طرفہ معجونیست ✣ از فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند میل این شود کم ازین ✣ ور کند قصد آن شود بہ ازان

انسان اخلاقی نیکی کسطرح حاصل کرتا ہے

عقل اور قواے بہیمہ کی ضد سے انسان مین اخلاقی نیکی پیدا ہوتی ہے - عقل قواے شہوانی کے غلبہ کو روکتی ہے اور انکو دبانا چاہتی ہے - تمام اخلاق کی بنیاد عقل سے ہے - غضب - شہوت اور دوسری قواے بہیمہ کے دبانے مین ہے - انسان کے فطرتی جوش اور فطرتی قوتون سے نیکی نہین پیدا ہوتی ہے - یعنے انسان مین نیکی فطرتی نہین ہی - فطرتی محبت مثلاً ہم مین ہے - پس اوسی محبت کے ظاہر کرنے سے ہم صاحب اخلاق نہین ہو سکتے - اگر ہم اپنے دوستون سے جو ہمارے ساتھ محبت رکھتے ہین محبت رکھین تو یہ بات کوئی تعریف کے لایق نہین ہے اور نہ اسکے صلہ مین ہم کبھی بخشش کی امید رکھ سکتے ہین - جو ہمکو پیار کرتے ہین انکو پیار کرنا ایک فطرتی بات ہی - لیکن یہ بات کہ اپنے دشمنون سے بھی ہم کو محبت رکھنا چاہیئے پہلی بات سے بالکل جدا ہی - اب دو قسم کی محبت مقرر ہوئی - پہلی دوستونکے ساتھ اور دوسری دشمنونکے ساتھ - پہلی محبت اخلاقی نیکی نہین ہے اور دوسری اخلاقی نیکی اور اخلاقی محبت ہے - لیکن یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس لئے ایک قسم کی محبت اخلاقی محبت ہے - اور دوسری قسم کی فطرتی - اس سوال کے جواب دینے کے لئے ہمکو دونو قسمون کی محبت کے اصل پر غور کرنا چاہیئے -

فطرتی محبّت وہ ہے جس کے ظاہر کرنے مین ہم اپنی فطرت کے مجبور ہین۔ اور
وہ خواہ مخواہ ہمکو اوسیطرف کھینچ لیجاتی ہے۔ لیکن دوسری قسم کی محبّت کی خاصیت
بالکل جُدا ہے۔ تو پھر اوس سے کیا مطلب ہے کیا اوس سے یہ مطلب ہی کہ دشمنونکے
ساتھہ بھی فطرتی محبت رکھو جسطرح دوستونکی ساتھہ رکھتی ہو۔ اگر یہ مطلب ہے تو
غلط ہے کیونکہ کوئی فرد بشر ایسا نہین ہے جو اپنے دشمنو لینے اوسیطرح محبّت رکھتا ہو
جسطرح دوستو لینے رکھتا ہو تو پھر اس کا کیا مطلب ہی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جو فطرتی
عداوت تمکو اپنے دشمنونکے ساتھ ہے اوسکے برعکس عمل کرو۔ جو بالطبع تمکو اپنے دشمنونکے
ساتھہ انکار اور غصّہ ہے اوسکو دور کرو۔ ہر ایک معاملات مین جن مین بذریعہ احکامات
الہی انسان کو اپنے دشمنونکے ساتھہ محبّت کرنیکی ہدایت ہے۔ یہ مطلب ہی کہ پہلے
اپنے دل کے بُرے خیال کے برعکس جو تم اپنے دشمنونکے ساتھہ رکھتی ہو عمل کرو۔ یہی
قاعدہ ہے جسکے سبب انسان اخلاقی نیکی حاصل کر سکتا ہی۔ اوسکو لازم ہے کہ اپنے
قواے بہیمہ کو عقل کے تابع کر دے جیسا کہ سخاوت اوسوقت حاصل ہوگی جب آدمی اپنی
خودغرضی اور بخل کے قوے کے برخلاف کام کریگا۔ عفت جب حاصل ہوگی جب قواے
شہوی کے برعکس چلیگا شجاعت کی نیکی مین اوسوقت تکمیل ہوگا جب غضب کے
برخلاف چلیگا حکمت اوسوقت حاصل ہوگی جب جہل کے برعکس عمل کریگا۔ المختصر
اخلاقی نیکی اوسوقت حاصل ہوگی جب انسان اوسکے مقابل قوی کو جو اوسکی
ضد ہے عقل کے تابع کریگا یا یون سمجھو کہ جب قوی ملکیہ سے قواے بہیمہ کو دبا دیگا۔
تہور اور خوف مثلاً دو چیزین ہین۔ فطرتی تہور کیا ہے؟ وہ ایک فطرتی بات ہے
جو انسان اور حیوان دونو مین ہے وہ انسان اور حیوان دونو کو ڈر اور آفتونکا
مقابلہ کراتی ہے لیکن بڑے سے بڑے جوانمرد آدمی اور حیوان مین بزدلی بھی ہے
لڑائی کا وقت جب ایکو وقت دم دباتا ہے اور بھاگ نکلتا ہے تو پھر نہ استقبر گر دہ

لڑائی کا سامنا نہین پکڑتا اور آدمی کی فطرتی ہمت وقت پر دغا ہی کرجاتی ہے لیکن اخلاقی تہوّر کیا ہی؟ وہ یہ ہے کہ ڈر یا خوف سے خبردار اور آگاہ ہونا فعل تہور خوف کا مقابلہ کرتا ہے - اور اوسپر غالب بھی آتا ہی اور نہین بھی آتا مگر اخلاقی تہور ڈر کا مقابلہ ہی کرتا ہی اور اوسکو مغلوب بھی کرتا ہی - اور یہی پہلی قسم کا تہوّر اصل تہوّر ہے - جسپر آدمی اعتبار رکھ سکتا ہے - سچ کہا ہی لقمان حکیم نے - جبکہ کسی شخص نے سوال کیا کہ تم نے ادب کس سے سیکھا؟ لقمان نے جواب دیا - بے ادبون سے - جو فعل اونکا میری نظر مین بُرا معلوم ہوا مین نے اوسکے برخلاف عمل کیا -

ہریانہ اخبار

اے روشنی طبع تو بر من بلا شُدی

زمانہ موجودہ کے حالات دیکھکر مجھکو پادری کوپر صاحب کا قول یاد آتا ہے جو کہا کرتے تھے کہ اے طالب علمون! تم ہرگز یہ خیال مت کرو کہ ہم علم انگریزی نوکری پیدا کرنیکے لئے حاصل کرتے ہین ورنہ آخر کو تم بہت نا امید ہوگے کیونکہ یہ بات غیر ممکن ہے کہ سرکار تم سبکو نوکر رکھے - سرکار کو مثلاً ایک تحصیلدار یا محرر کی ضرورت ہی اور تم سب تحصیلداری یا محرری کے خواہان ہوگے تو ظاہر ہے کہ تمہارا ارادہ کسیطرح پورا نہ ہوگا - تم جو علم انگریزی حاصل کرتے ہو ایسا سمجھو کہ اپنے خیالات کی درستگی اور تہذیب اور شائستگی حاصل کرنے کو پڑھتے ہو - پس تمکو لازم ہے کہ اپنے اپنے قدیمی پیشے مین درستگی اور اصلاح کرو اور اوسی کے ذریعہ سے اپنی معاش پیدا کرو - !

(۲) یہ ایک ایسی بدیہی بات ہی - جسکی تشریح کرنے کی ضرورت نہین ہی - دُنیا مین خدائے عزوجل نے انسان کو مختلف طبیعتونکا بنایا ہی تاکہ ہر ایک آدمی مختلف صنعت اور ہنر کے حاصل کرنے کی طرف رجوع ہو - تحقیق اگر ایسا نہوتا تو دُنیا کی کاروائی

ہین ٹری خرابی واقع ہوتی - فرض کرو کہ سب آدمی علم ہی ٹپرہنے ہین مشغول ہون اور ایسا ہی فرض کرو کہ یہ لوگ علم ٹپرہکر ٹرے مہذب اور شایستہ ہی ہوجاوین تو پہر کیا - انکے کہانے پینے کا سامان کون مہیا کریگا - حدادی اور نجاری کے کام کون کریگا - اونکے لئے کپڑا کون بناویگا -

(۳) - زمانہ حال ہین ہرایک قوم کے آدمی شریف سے لیکر حجام تک سب علم ہی ٹپرہنے کی طرف رجوع ہین اور اپنا پیشہ بالکل چہوڑ بیٹھے ہین اور لامحالا جب علم انکو حاصل ہوتا ہی اور تہذیب اور شایستگی آجاتی ہے تو اپنے قدیمی پیشہ سے نفرت ہوجاتی ہی اور اونکے خیالات ہی جدا ہوجاتے ہین گویا یہ انسان ہی نئے ہوجاتے ہین اور بالطبع یہ خیال اینن پیدا ہوتا ہی کہ اور لوگون کے مانند ہم بہی عزت اور حکومت کے ساتھ زندگانی بسر کرین - پس اس خیال سی یہ غریب جب مدرسہ سے فارغ ہوتے ہین تو نوکری کی تلاش ہین اپنی عمر عزیز کو ایک عرصہ تک برباد کرتے ہین - اگر قسمت سے کہین دس پانچ کی مل گئی - تو خیر ورنہ یہ حال ہوتا ہے کہ گئے دونو جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے ؛ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے ہوے ؛ پس یہی حال بجنسہ ہمارے ہموطنونکا ہورہا ہی - پس اب لازم ہے کہ ہم صرف نوکری ہی ملنے کی خواہش نہ رکہین بلکہ زراعت - تجارت - صناعت وغیرہ کیطرف ہی رجوع ہون جسمین آیندہ کیواسطے بہبودی حاصل ہو -

(۴) اگلے زمانے کے علوم بے شک اس قابل نہین ہین کہ انسان فی زمانہ اونکو حاصل کر کے تجربہ اور کام ہین لاوے مگر اس زمانہ ہین جو علوم ہین اونکو فہم تجربہ اور کام ہین لاکر بہت سے فایدہ حاصل کر سکتے ہین - اسی سبب سے اگلے زمانے کے عالم فاقے مرتے ہتے اور خیرات کے ٹکڑون پر اوقات بسر کرتے رہتے

اور اس زمانہ مین تربیت یافتہ ملکون کے جو عالم ہین وہ دولت اور حشمت سے
مالا مال ہین - پس جسقدر پیشے والے ہندوستان ہین موجود ہین اگر وہ حال کے
علوم سے واقف ہو کر اور اوسکو حاصل کر کے اعلے درجے کی لیاقت پیدا کرین
اور خود اپنے اپنے پیشہ مین ایسی ترقی کرین جس سے روپے کی بہی آمدنی
ٹہہرے اور ہنر اور فن کو بہی ترقی ہو تو ہو سکتا ہے -

ہم گورمنٹ کی نیک نیتی کے دل وجان سے ممنون اور شکر گذار ہین
جو دل سے ہماری تربیت اور تعلیم چاہتی ہے اور اس کام کے لئے لاکہون
روپے صرف کرتی ہے بااین ہمہ اگر ہم علم پڑہکر سرکار ہی کے بہروسے بیٹہے رہین
تو کچھہ نہین ہو سکتا ہے ہمکو چاہئے کہ اپنی بہلائی اور فایدے کی فکر آپ کرین

مضمون مُصنفہ لالہ فقیر چند صاحب دہلوی
اسسٹنٹ اُردو انگریزی ڈکشنری ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر مرحوم

اُردو زبان کی حقیقت

اخبار النساء - اُردو زبانکی تاریخ پر راے دینے مین لکہتا ہی "آجتک جیسی عمدہ
اُردو شہر و مقام کے لحاظ سے مسلمان لکہہ بول سکتے ہین اعلے درجہ کا دوسری قوم
والا ہرگز نہین لکہہ بول سکتا ہے" اب ہمکو بالفعل اس قول پر بحث کرنی منظور
ہے اور دلایل عقلی سے یہ ثابت کرنا مدنظر ہے کہ ایڈیٹر اخبار مذکور کا یہ قول کہانتک
اور کسقدر صحیح ٹہیر سکتا ہے -

اسمین کچھہ کلام نہین کہ عموماً تمام مسلمانونکا اور خصوصاً تعلیم یافتہ خود نما خود بینتا
مسلمانونکا یہ خیال ہے - نہین بلکہ اکثر پڑہے لکہے ڈرپوک ہندؤون کے دماغ مین
بہی جو مسلمانونکی صحبت مین اکثر رہے ہین یا اونکے ساتھہ تعلیم پاے ہین یا اونکے

اوضاع و اطوار و رفتار و گفتار کیطرف طبعاً میل رکھتے ہین یہ خیال سمایا ہوا ہے اور نہین بلکہ گورنمنٹ بہی ایک عرصہ سے اسی دہوکہ مین پڑی ہوئی ہے اور یہ خیال رکھتی ہے کہ مسلمان لوگونکی زبان صحیح اور اچھی اردو ہے۔

ثبوت اس بیان کا یہ ہے

(الف) ہر اوسط درجہ کا مسلمان جب کبھی کسی ہندو سے کوئی محاورہ یا لفظ جسکو وہ نہین جانتا یا نہین بولتا یا کچھہ ایک وسے مختلف طور پر بولتا ہے سنتا ہی تو وہ اوس محاورہ یا لفظ کو جیسی صورت ہو ٹکسال باہر اردو بتاتا اور اوسکے بولنے والے پر ہنسنے آتا ہی حالانکہ اوس نے ابہی تک اوس محاورہ یا لفظ کی خوبی و صحت و صلیت و فصاحت پر ذرا غور نہین کی اور نہ اوسکی تحقیق پر کچھہ توجہ دی

(ب) جبکہ کوئی پڑہا لکھا ہندو گفتگو کرتا ہی یا کسی کتاب کا ترجمہ لکھتا ہے یا کوئی نئی کتاب اردو مین بناتا ہی تو وہ مسلمانونکے ہنسنے اور طعن تشنیع کے ڈر سے جیسا اپنا محاورہ ہے ویسی نہین بولتا یا لکھتا بلکہ وہ محاورہ استعمال کرنا چاہتا ہی جو مسلمانون مین رائج ہے اور جو اونکو پسند ہے اور اسی خیال سی وہ اپنی تصنیف و تالیف کو ایک نظر کسی مسلمان منشی یا مولوی کو دکھا لیتا ہے اور اوسکی اصلاح کے موافق اوسکو درست کر دیتا ہی۔ اسی زمرہ مین اردو زبان کی تاریخ کا مولف ہے۔

(ج) اسیطرح گورنمنٹ جب کوئی کتاب اردو مین بنواتی یا ترجمہ کراتی ہی اوس کتاب کے صحیح با محاورہ ہونیکا اعتبار نہین کرتی جب تک کہ کسی مسلمان منشی یا مولوی کی اصلاح اوسمین نہو جاے اور یہی بڑی وجہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کی درسی کتابین اور تمام قانونی ترجمے ایسے ناقص رہتے ہین اور اوس سے پورا پورا سرکار کا منشا حاصل نہین ہوتا۔ جو ترجمہ ہے وہ مسلمانی طرز کلام پر اور جو بچون کی تعلیم کی کتابین ہین وہ مسلمانی انداز گفتگو پر پس ہندو اور اون کے بچے ایسے وسیلو سے کیونکر کما حقہ فایدہ اوٹھا سکتے ہین

زبان و محاورہ کسی کی ملکیت نہیں ہے اور نہ کسی خاص قوم و ملت پر منحصر ہے جسطرح ہندوؤنکے چال چلن رنگ ڈھنگ - سج دہج - مسلمانونکے اوضاع و اطوار سے مختلف ہین اسیطرح اونکی زبان اور طرز کلام ایک خاصہ رکھتی ہے جو مسلمانونکے طریقہ گفتگو سے علیحدہ ہے اگرچہ دونو قومونکے زبان کا نام فی زماننا اُردو ہے جسکی تشریح ہم آگے لکھتے ہین اور اوس تشریح سے سمجھنے والے سمجھہ لینگے کہ **اخبار النساء** کا یہ قول بھی "شاہی لشکر کی عربی - فارسی - ترکی بولی نے اس زبان (یعنے برج بہاکا) کے الفاظ بھی اپنے محاورے مین داخل کر لئے"! کیا وقعت رکھتا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اُردو ترکی مین لشکر کو کہتے ہین اور اُردو زبان لشکر کی بولی کا نام ہے یعنے اُردو وہ بولی ہے جسمین سپاہی لوگ بازار مین دوکانداروں سے آٹا دال کھانے پینے کا سودا سول لیتے اور لین دین کرتے ہین پس اس اُردو بولی کی جاے پیدایش بازار ہے اور اوسکے موجد بازار مین داد و ستد کرنیوالے بازاری لوگ ہین اور اونہین کا روزمرہ اُردو کا صحیح محاورہ ہے -

اُردو بولی مین تین زبان کے الفاظ زیادہ ملے ہین - اول ہندی یا برج بہاکا جسکا جنم سنسکرت سے ہی - دوسرے فارسی جو ہندی کی بچھڑی ہوئی بہن ہے تیسرے عربی -

اب تھوڑی دیر سوچنے اور عام بول چال اور روزمرہ پر غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ کس زبان کے لفظ اس اُردو بولی مین زیادہ ہین اور کونسی زبان کے الفاظ پر اس اُردو کی ہستی اور قیام موقوف ہے اور کس قسم کے الفاظ زبان کیواسطے لابد ہین -

یہ دعوی پیش کرینمین ہم ہرگز ثبوت کے محتاج نہین ہین اور نہ کوئی سمجھدار آدمی جسنے زبان کیطرف ذرا بھی دہیان دیا ہو گا ہم سے اسکا ثبوت طلب کریگا

عام بول چال - کار آمد گفتگو - گھیر بلو بات چیت - لین دین کے روزمرہ بازار کے محاورہ مین ہندی الفاظ بہت زیادہ ہین اور صرف اونہین الفاظ کے وسیلے سے کاروبار دنیاوی اور ضروری حاجتین پوری ہوتی ہین مثلاً (۱) آدمی کے بدن کے جوڑون کے نام - ہاتھ - پانو - آنکھ - ناک - کان - وغیرہ -

(۲) - جانورون کے نام - ہاتھی - گھوڑا - گائے - بیل - بھیڑ - بکری وغیرہ -

(۳) پرندون کے نام - چڑیا - مینا - چیل - کوّا - وغیرہ -

(۴) پیداوار کے نام - گیہون - چنا - جو - چاول - نون - تیل - گھی - شکر

(۵) درختونکے نام - نیم - پیپل - بڑ - بیری - آم - املی وغیرہ -

(۶) - پھل - پھول - ساگ - پات اور ترکاریونکے نام - آم - جامن - پپیتا رائے بیل - پالک - میتھی - بتھوا - آلو - اروی - مولی - بیگن وغیرہ -

(۷) موسمونکے نام - گرمی - جاڑا - برسات وغیرہ -

(۸) قدرتی سوانح وعجائبات کے نام - مینہ - آندھی - بادل - بجلی - چاند سورج - دھوپ - چھانو - وغیرہ -

(۹) دھاتونکے نام - چاندی - سونا - لوہا - تانبا - وغیرہ -

(۱۰) عمارتی مصالح کا نام - کنکر - پتھر - چونا - مٹی - وغیرہ -

(۱۱) ضروریات زندگی کے جزونکے نام - آٹا - دال - روٹی - کپڑا - آگ پانی وغیرہ -

(۱۲) حوائج ضروریہ کے نام - سونا - جاگنا - نہانا - دھونا - وغیرہ -

(۱۳) پیشونکے نام - لوہار - گھاتی - سنار - جولاہا - کمہار - چمار - وغیرہ -

(۱۴) صنعت وحرفت کے نام - چنائی - لپائی - جڑت - سلائی وغیرہ -

(۱۵) اوزارون کے نام - ہتھوڑا - بسولا - رانپی - کترنی - چمٹا وغیرہ -

(۱۶) زراعت اور اوسکے آلات کے نام - کہیتی - باڑی - ہل - جوا -
(۱۷) تمام حرکتون کے نام - اوٹھنا - بیٹھنا - چلنا - پہرنا - گرنا - پڑنا
جینا - مرنا وغیرہ -
(۱۸) اسباب خانہ اور خانہ داری کے نام - چولہا - چکی - چہاج - چہلنی
برتن - بہانڈا - کہاٹ - کہٹوٹا - پیسنا - پونا - پکانا - رینادھنا - سینا - پرونا وغیرہ
(۱۹) تمام آوازونکے نام - جٹ پٹ - چین - چون - جہڑ - پہڑ - وغیرہ - وغیرہ
(۲۰) کہیل کہلونونکے نام - کبڈی - آنکہہ مچولی - گیند بلا - لٹو - پہرکی - جہنجہنا
(۲۱) تمام رشتونکے نام - باپ دادا - نانا - ماما - چاچا - تاؤ - وغیرہ -
(۲۲) تمام ضمیرین - اسم اشارہ و مشتقات فعل اور کل مصدر - مین تو
وہ - مارنیوالا - جلانیوالا - آنا - جانا - کھانا - پینا - و ایک سے لیکر سو تک
گنتی - ایک دو تین - چار وغیرہ وغیرہ - وغیرہ - تمام ہندی ہین سوا ے
ایک دو چار استثنا کے کیونکہ ہر زمرہ کے الفاظ کے ساتھہ ایک نہ ایک لفظ بطور
اعتراض ایسا بیان کیا جاسکتا ہے جو بلا شبہہ ہندی نہین ہے مگر ایسے لفظ
بلحاظ شمار کے بہت کم پاے جاینگے اور اسی وجہ سے وہ قاعدہ سے مستثنی رہ سکتے
ہین جیسا کہ ہر کلیہ قاعدہ کیواسطے استثنا ضرور ہے البتہ سامان عیش و نشاط
و اسباب و آرایش و نمایش اور نیز بعض اشیاے ضروریہ جو مسلمانون نے بنائین یا
اونکی ولایت سے آئین یا جو اکثر مسلمانون کے استعمال سے مخصوص رہین وہ
عربی فارسی کے نام سے پکاری جاتی ہے اور صرف ایسی صورتون مین اور ایسے
ہی الفاظ کے صحت کی تصدیق مین مسلمان عربی دان فارسی خوان کا کلام قول
فیصل ہوسکتا ہی -
اوپر کے تمام طویل بیان کا نچوڑ یہ ہے کہ روزمرہ مین ہندی الفاظ اور اوسکے

مرکب محاورے - فارسی - عربی الفاظ سے کہین زیادہ ہین کسی خاص فرقہ یا خاندان کی تحریر و تقریر اس بحث سے خارج ہے -

دوسرا ثبوت یہ ہے - **اسم - فعل - حرف** ہین سے جو گریمر والوت کے موافق زبان کی تقسیم ہے اُرُدو مین تمام فعل ہندی ہین - تمام حرف ہندی ہین - اور قریباً تین چوتھائی یا اس سے کسیقدر کم و بیش اسم ہندی ہین اور اسکے ثبوت مین اوپر کی تشریح کافی ہے -

تیسرا ثبوت زبان کا مدار فعل و حرف کی حیثیت پر موقوف ہے کسی غیر زبان کے اسم کسی ایک زبان کے اندر خلط ملط ہو جانیسے اوس زبان پر جبتک اوسکے افعال و حروف کی حیثیت قایم ہے کچھ اثر نہین ہو سکتا - جسطرح اب ہر روز انگریزی اسما اُرُدو مین ملتے چلے جاتے ہین اسیطرح اوس زمانہ مین عربی فارسی کے لفظ زبان مین ملے ہونگے اور یہ خیال بہت قرین قیاس ہے -

چوتھا ثبوت - اگر کوئی شخص کسی وجہ سے خواہ بوجہ ناواقفیت یا بوجہ ضرورت یا بوجہ انگریزی دانی یا بوجہ انگریزی نمائی کے کوئی جملہ ایسا بولے جسمین سوائے ایک فعل کے باقی سب لفظ انگریزی ہون تو اُرُدو ہی کا جملہ کہلائیگا اور برخلاف اسکے اگر کوئی شخص ایسا جملہ بولے جسمین سوائے انگریزی فعل کے باقی سب لفظ ہندی ہون وہ جملہ انگریزیکا ناناجائیگا اور یہ کہنے مین آئیگا کہ پہلے جملہ مین انگریزی لفظ اور دوسرے مین ہندی لفظ ملے ہین -

پانچوان ثبوت ارُدو کا کوئی فقرہ ایسا نہین ہوسکتا جسمین کم از کم ہندی کا ایک لفظ نہ پایا جاوے یعنے اُرُدو ہستی بغیر ہندی کے ناممکن ہے یا یون کہو کہ ہندی اُرُدو کی جان ہے برخلاف اسکے اُرُدو کے اکثر ایسے فقرے روزمرہ مین عام جاری ہین اور ہم ہر گھڑی ہر روز باہمی گفتگو گھر کے کاروبار - شادی غمی

کے معاملات بازار کے لین دین مین بولتے ہین جنمین ہندی کے سوا ئے فارسی
عربی کا ذکر نہین ہوتا یعنے عربی فارسی کی اردو مین ایک چاٹ دیگئی ہے جو بعض
موقعونپر ظاہری ٹیپ ٹاپ اور باہری رنگ روپ دینے کیواسطے کسیقدر اچھی ہے
اور بعض موقعونپر کار آمد ہے۔ یا آڈیٹر اخبار النساء کے استعارہ کی پیروی کرکے
یون کہو کہ ہماری اصل سونا ہی جسکا زیور بنا ہے۔ اور عربی فارسی کا اوسپر صرف
مینا ہے۔ **چھٹا ثبوت** ڈاکٹر فالن صاحب کی ڈکشنری مین صرف حرف (ب) کے الفاظ حہ
پس اردو زبان مین عربی فارسی کے اسما داخل ہونیسے اردو زبان کے
محاورے کی فصاحت بلاغت سلاست ومتانت خوبی وعمدگی۔ صحت ودرستی
عربی فارسی کے الفاظ اور اونکے اوستاد ماہرون پر منحصر نہین ہوسکتے بلکہ جسطرح
انگریزی زبان کی تمام خوبیان اینگلو سیکسن کے الفاظ پر موقوف مین اسیطرح
اردو زبان کی تمام خوبیان ہندی الفاظ اور اوسکے درست استعمال پر مبنی ہین
اور اون ہندی الفاظ کا ٹہیک محاورہ درست معنی بامعوقع استعمال اور باریک خیال
سوائے اون ہندو لوگون کے جو نسلاً بعد نسلاً وبطناً بعد بطناً بولتے اور سنتے
چلے آئے ہین اور اجتک بولتے ہین اور کون شخص اونکے جانبکا معقول دعوی کرسکتا
ہے اور اوسکے دعوی کو عقل تسلیم کرلیتی ہے پس ہندوون کی زبان ہندوونکا
محاورہ ہندوونکا طرز کلام اور طریقہ گفتگو ہندو قوم کی کثرت شمار اور ہندی
الفاظ کے بیشمار تعداد کے سبب قابل ترجیح اور ترویج ہے اور اس حقیقت حال
کیطرف ہمارے مہذب تعلیم یافتہ ہندو بہائی جو مسلمانونکے ڈر کے سبب اپنی تصنیف
وتالیف بغیر اونکی اصلاح کے شایع نہین کراسکتے اور نیز گورنمنٹ عالیہ اپنی خاص
توجہ فرمائے۔
اب اڈیٹر اخبار النساء سے یہ سوال ہے کہ مسلمانو نسے آپکی کیا مراد ہے آیا مجاز

حہ شمار کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی الفاظ اور اوسکے مرکب محاورات بہ نسبت فارسی عربی کے تعداد مین چوگنے ہین +

قوم کے تمام مسلمان اعلےٰ خاندانی - خوانندہ - مالدار مسلمان سے لیکر کنجڑہ - قسائی
بھٹیارے - نانبائی تک یا صرف اول درجہ کے بادشاہزادہ - نوابزادہ - امیرزادہ
جو بباعث ننگ و ناموس و عزت و آبرو و مال و دولت بازار مین نکلنا - سڑک پر
چلنا - زمین پر پاؤن دہرنا - میلے ٹہیلے مین جانا - عام آدمیون کے جلسون مین
شریک ہونا - دوکاندار سے بات چیت کرنا اپنی شان کے خلاف اور رتبہ سے
بعید سمجھتے ہین اور جنکی نسبت یہ عام روایت ہی کہ اونہون نے گیہون کا پیڑ نہین
دیکہا اور اپنی چار دیواری سے قدم باہر نہین رکہا بہلا ایسے شخصونکی نسبت یہ کیونکر
خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ زبان کے محاورہ سے کلاً و جزاً واقفیت رکہتے ہین اور
ہرطرح اور ہر قسم کے لفظ و اصطلاح وہ جانتے ہین - سچ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے
اعلےٰ درجہ کے امیر کبیر رئیس شریف نجیب کی نسبت اردو دانی کا خطاب روا رکہے
اور اوسکو اردو کا اوستاد و قابل سند بتاے تو وہ شخص درحقیقت اوس رئیس کی
عزت مین بٹہ لگاتا ہی اور اوسکے رتبہ کو ایک درجہ نیچے اوتارتا ہی کیونکہ جسوقت یہ
بیان کیا جاے کہ ایک مسلمان رئیس عالی حسب عالی نسب اردو کے روزمرہ سے خوب
واقفیت رکہتا ہی تو یہ بیان اوسکے چال چلن پر حرف لاتا ہی اور معاً اوسکے اوضاع و
اطوار کی نسبت بدگمانی پیدا ہوتی ہے اور یہانسے یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ کوئی عقلمند
مسلمان رئیس اردو دانی کی تعریف کو اپنے حق مین باعث فخر نہین خیال کریگا بلکہ
اوسکے خلاف ایسی تعریف کو موجب ہتک جانیگا - البتہ ایسے شرفا مسلمان کی
نسبت یہ کہنا بیجا نہو گا کہ اونکی ایک خاص زبان ہے جو اڈیٹر اخبار اندساد کے
کانونکو بہت اچہی لگتی ہے اور اونکے روزمرہ کے لوگونکو بہت بہلی معلوم ہوتی ہے
اس بیان مین کسیکو اعتراض نہین ہو سکتا -

رہے دہنیے - جلاہے - تیلی - تنبولی - ان کے کلام مین خواہ وہ کسی قوم کے

ہوں بہت کم فرق ہے اگر ہے تو اسقدر کہ ہندو ح خ ز ع ق کے تلفظ سے عاری ہین اور مسلمان لوگ ان الفاظ کے تلفظ کو ٹیڑہے بانکپنے ہونیکی علامت سمجھکر حد سے زیادہ ساخت کر کے ان حروف کو موقع بیموقع تلفظ کرتے ہین اور بعض اوقات بجاے ج کے ز اور بجاے ک کے ق اور بجاے گ کے غ تلفظ کرنا باعث فخر خیال کرتے ہین جیسے پتا کا - پتاخا - ٹپکنا - ٹھنا - کبوتر - قبوتر وغیرہ وغیرہ ہندی زبان کی نسبت اکثر معترضانہ یہ بیان کیا جاتا ہی کہ اسمین ٹے ڈال ڑے بہت ثقیل آوازین ہین مسلمان لوگ جو فصاحت کا دم بھرتے ہین وہ ایسے الفاظ سے جنمین ایسی کریہ آوازین آتی ہین احتراز کرتے ہین اور بجاے اونکے عربی فارسی کے لفظ بولنے روا رکھتے ہین - جواب اسکا یہ ہی کہ بمقابلہ خ غ ق کے ان ثقیل حروف کی آواز بہت ہی سلیس ہی چنانچہ انکے مخارج اس امر کے شاہد ہین - جب بچہ اوّل ہی اوّل بولنا سیکھتا ہی تو اوسکو - ٹے - ڈال - ڑے کا تلفظ کرنیمین کچھہ دقت نہین ہوتی بلکہ خ غ ق کے تلفظ مین ایک عرصہ تک ناکام رہتا ہی -

در اصل تحریر تقریر کا نقشہ ہے وہی تحریر عمدہ ہے جو ہو بہو مکالمہ کا نمونہ ہو اور جو اسمین بال برابر بھی فرق آگیا تو وہ تحریر تقریر کی صحیح تصویر نہین ہی مصور کا کام اور اوسکا کمال اوسی تصویر سے ظاہر ہوتا ہی جو ہو بہو اور بین وعن اوس شخص کو بتاے جسکی وہ تصویر ہے اور اوس شخص سے اوس تصویر کو اور اوس تصویر سے اوس شخص کو دیکھنے والے ایک نظر مین بلا تکلف پہچان لین - اگر ایک شخص کے چہرہ پر کوئی داغ ہے یا اوسکی آنکھہ مین کچھہ کجی ہے اور مصور اوسکی تصویر مین وہ نقص نہ دکہلاے تو وہ اوس مصور کا نقص ہے کیونکہ جو نقشہ وہ بناتا ہے وہ اصلی نہین ہے صرف اوسکا خیالی ہے -

اگر بالفرض محال اڈیٹر اخبار النساء کا قول جو ہم نے شروع مضمون مین نقل کیا ہی صحیح مانا جاے تو اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہی کہ ایکدن وہ ہوگا کہ انگریز لوگ بھی اگر انگریزی الفاظ اس زبان مین اسی نہج سے چند ہی اور ملتے رہے اُردو دانی مین اُستاد ہونیکا دعوی کر سکینگے - اور اس سے گذر کر وسط ایشیا کی موجودہ پولیٹیکل حالت دسرحدی معاملات پر غور کرنیسے یہ خیال خطور کرتا ہی کہ خدانخواستہ سو پچاس برس بعد ہندوستان بھی جیسا کہ بیلاک کا خیال ہے روس کے قبضہ مین آگیا اور روسی زبان کے لفظ حسب قاعدہ یہانکی زبان مین مل گئے تو روسی لوگ بھی اُردو کے اُستاد بن بیٹھینگے اور جیسی کہ اخبار النساء نے تعلّی کی ہے ویسی ہی لن ترانیان روسی اخبار نکالینگے -

اُردو زبان کی تاریخ مین یہ بہت بڑا نقص ہے اور اوسکے مولف نے یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ اوس نے ہندی - اُردو کی فہرست مین وہ لفظ لکھے ہین جو ہندو اور مسلمانونسے مخصوص ہین یعنے ہندی وہ لفظ قرار دیے ہین جو ہندو لوگ بولتے ہین اور اُردو اونکا نام رکھا ہے جو مسلمان بولتے ہین اس سے مصنف کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ ہندوونکی زبان اُردو کے پایہ کو ابھی تک نہین پہونچی اور ہنوز اوسمین گنواری کی بو آتی ہے اور ٹکسالی صحیح اُردو کے صرف وہی ہندی کے الفاظ ہین جنپر مسلمانی بول چال کی چھاپ لگ رہی ہے -

جسطرح ایک زبان کی چند نوبتین **انفرادی - انفصالی** اور **اتصالی** ہوتی ہین اسطرح **اُردو** کسی زبان کی خاص نوبت کا نام نہین ہے بلکہ اُردو بھی ہندی ہے جسمین عربی فارسی کے بہت سارے لفظ آملے ہین - اُردو مین تمام گردانکی صورتین - اشتقاق کے ڈھنگ - فاعل و مفعول کے حروف - تذکیر و تانیث کی علامتین سب وہی اور ویسی ہی ہین جیسی ہندی مین ہین تمام اُردو زبان ہندی

گرہمر کے قواعد سے منضبط ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ہندی خالص ہندی ہے
اور اُردو- ہندی - عربی - فارسی کا مجموعہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا جس ہندو
کے کلام مین عربی فارسی الفاظ کی چاٹ نہ پاہی جاے وہ ہندی ہے اور جو
پاہی جاے تو اُردو اسیطرح جس مسلمان کے کلام مین صرف ہندی الفاظ ہون اور
عربی فارسی کی آمیزش نہو اور ہو تو بہت کم وہ کلام ہندی ہے دیکھو امیر خسرو
دہلوی کے دوہے پہیلیان وغیرہ-
ماحصل یہ ہے کہ اُردو ہندو یا مسلمان پر منحصر نہین ہے- اگر مولف بجاے
ہندی کے ہندو اور بجاے اُردو کے مسلمان اوس فہرست مین قایم کرتا تو
زیادہ صحیح تمیز ہوتی- 					رسالہ مفید ہند دہلی

مضمون مصنفہ منشی محمد سردار خان صاحب دہلوی

بیوہ کی شادی کیون نہین کرتے

شاید ہمارے اس سوال پر لوگ یہ کہین کہ یہ رسم ہمارے ہان قدیم الایام سے
چلی آتی ہے- اب اس رسم کے توڑنے مین قوم کے تشنیع کے علاوہ خود بھی غیرت
معلوم ہوتی ہے- اب ہم یہ کہتے ہین- کہ اول تو یہ کچھ غیرت کی بات نہین-
کیا معنی کہ جب ایکدفعہ تم نے عورت کا نکاح کیا تو دوبارہ کرنے مین کیا شرم و
قباحت ہے- دوسرے یہ کہ جو خرابیان اور خاندان کے عرن کے نتایج اس
رسم کے نکرنے مین پیش آتی ہین وہ اس بے معنی شرم سے ہزار درجے بہتر ہین-
بھلا یہ کب قیاس مین آتا ہے کہ ایک عاقلہ بالغہ عورت تمام عمر رنڈاپے مین گزارے
اور اوسکے دامن عفت اور عصمت پر دہبہ نہ لگے- وہ کونسا پانی ہے- جو اوس
اگ کو (جو تمام مرد و زن مین خلقی ہے) منطفی کرے- وہ کیا حجاب ہے جو دید طلب

آنکھون کے سامنے حایل ہو۔ وہ کون مشغل ہے جو اونکے مردو خاوندون کے تصور کو مٹا سکے۔ کوی اون ستم رسیدہ اور غم زدیون کے دل سے پوچہے۔ پہر یہ خیال اونکو کیا کچہہ نکرنے پر مایل کرتے ہونگے اور جن لوگون مین بے پردگی ہے اونکا تو کیا ذکر ہے۔ بہلا ہم ہی تو دیکہین کہ وہ کون صحیح وسالم مرد ہے جو تمام عمر اپنی عالم تجرد مین گزارتا ہے۔ چہ جائیکہ عورت جو طبعاً اور عرفاً مرد سے زیادہ حرارت رکہتی ہے اور اگر کوی ہزارون مین ایک کی مثال دے تو وہ قابل اعتبار نہین اس قید دایمی سے تو پہلے لوگونکی دختر کشی ہی ٹہیک تہی کہ وہ اوسکو لفانی خیالات کے ہی قابل ہونے دیتے تہے۔

ستی ہونا جسکو لوگ بڑے افتخار سے بیان کرتے ہین اور عورتون کی پارسائی بتاتے ہین۔ وہ حقیقت مین خاوند کا عشق نہین۔ عفت نہین۔ بلکہ اگر غور سے دیکہو۔ تو وہ تمام عمر کے رنڈاپے مین بسر کرنے سے جان پر کہیل جانا بہتر سمجہتی تہین جسکو یہ بے بصیرت لوگ محبت سمجہہ رہے ہین واے برحال اونکے۔ اور اب تو یہ بہی نہین یعنے اب تو کوئی جان بہی گنوانے نہین دیتا گویا مارے اور رونے ندے کا حال کر رکہا ہے۔ اور اگر کوی یہ کہے کہ نہین وہ فرط الفت اور جوش اندوہ مین ایسا کرتی نہین۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ کیا تمام ہندوستان کی ہی عورتین ایسی وفاکیش اور خاوند کی عاشق زار تہین۔ کہ اوسکے بعد انکو جینا مرگ حرام سے بدتر تہا اور جان جیسی گرامی چیز کو دہکتی آگ مین جہوک دینا ایک غمزہ۔ نتل بلکے مرتے کے ساتھہ کون مرتا ہے۔

ہمارا یہ خطاب کچہہ ہندؤن ہی سے نہین۔ بلکہ اون مسلمانونسے بہی ہے۔ جو اون لوگون مین خلط ملط ہو کر اور اسلام کے احکام فراموش کر کے اِس قبیح رسمون مین (کہ جسکا نتیجہ اونکے کل کو دہبا لگانے اور نیز با تونکا صبر سمیٹنے والا ہے) پڑے ہوئے

رانڈ ونکی شادی نکرنا گناہ کے علاوہ توالد اور تناسل کی کمی کے لحاظ سے نیچر کو
نقصان پہنچانا اور بلحاظ اسقاط حمل گورنمنٹ کا قصور وار بنانا ہے۔ ان عوام
ہندو مسلمانونکے سوا ہمارے ہندوستانی نواب راجہ بھی اِس الزام سے بری نہین
ہوسکتے۔ کیا معنی کہ عیاشی اونکو ایک بیوی پر قانع نہین ہونے دیتی۔ بلکہ راجاؤن
مین تو ایک رانی کا ہونا بڑی ہی معیوب بات ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ جب
کثرت مباشرت سے وہ جوان ہی مرجائینگے یا ضعیف ہوجائینگے تو اون کی حرمون
بیگمون۔ لونڈیون۔ چیریون۔ رانیون کا کیا حال ہوگا۔ فحش کی کثرت نہو
تو کیا ہو۔ از رسالہ مفید ہندو ملے

منت انچہ حق بود گفتم تمام تو دانی دگر بعد ازین والسلام

مضمون مصنفہ منشی محمد خان صاحب از کپور تھلہ

توجہ و عدم توجہ

توجہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکے لغوی معنی رو بچیزے یا یکسے آوردن
ہین اور اصلاح مین اوس فعل قلبی کو کہتے ہین کہ جس سے ادراک کامل حاصل
ہوتا ہے۔ یا تصور زہن مین باقی رہتا ہے۔ جب ہم کسی چیز کی طرف بغور مصروف
ہون۔ اسوقت کوئی چیز ہمارے سامنے سے گذر جاے۔ کوئی باجا بجایا جاے
ہمین اوسکا ادراک نہین ہوتا۔ یہ سب چیزین ہمارے حواس پر فعل کرتے ہین یعنی
ہم انکو دیکھتے سُنتے ہین۔ مگر ایک فعل قلبی کے عدم موجودگی کے باعث ادراک
نہین ہوتا۔ اوس فعل قلبی کا نام توجہ ہے۔ مثلاً ہم کسی دلچسپ کتاب کے مطالعہ
مین مصروف ہین۔ اور پاس ہی ایک کلاک دہرا ہے۔ جسکے بجنے کی آواز دور تک جاتی
ہے تو وہ بجتا ہے مگر ہمین اوسکے بجنے کی خبر ہی نہین ہوتی۔ یا اوسوقت رو برو سے

ایک شخص چلا جاوے اور دوسرا آکر اوسکا حال ہم سے دریافت کرے تو ہم کچھہ بیان نہین کرسکتے۔

(۲) بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ہم بحر فکر مین غوطہ زن ہین اور در مقصود کے نکالنے مین مصروف ایک شخص آتا ہے۔ اور کوئی ذکر سُنانا شروع کرتا ہے۔ جب وہ سُناتا سُناتا کسی موقعہ پر اوس ذکر کے ابتدائی حصّہ کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ اور ہمین ہی متوجہ کرتا ہے تو ہمین اوسکی کچھہ ہی خبر نہین ہوتی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جب کسی شے کیطرف جو دیکھی یا سنی جاوے توجہ نہ کیجاوے تو وہ اوسیوقت بہول جاتی ہے اسیواسطے عدم توجہگی کے بڑہ جانے سے حافظہ خراب ہوجاتا ہے طبیعت مین سہو ونسیان کا دخل ہوجاتا ہے۔ حافظہ کے ساتھہ ہی ذہن مین بہی فتور واقع ہوجاتا ہے۔ اسلئے کہ جب کسی چیز کو دیکھکر یا سنکر اوسکا تصوّر ذہن مین نہین رہتا۔ یا اسکا ادراک نہین ہوتا تو اوسپر ذہن نہین اپنا عمل کیا کرتا ہے۔ اسطرح ذہن بیکار رہتا ہے۔ اور چند مدّت بے استعمال رہکر نکما رہتا ہے۔ اور چند مدّت بے استعمال رہکر نکما ہوجاتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جس دربار مین توجہ جیسی نیکذات خیر خواہ نیک نیّت شہزادی کے جسکے سایہ مین یہ دونو یعنے حافظہ و ذہن رہتے ہین اور جسکے نظر لطف وکرم سے پرورش پاتے ہین کچھہ قدر و وقعت نہین ہوتی۔ تو وہان بیقدری سے رہکر انکو کیا امید ہو۔ اسلئے جیون جیون بے توجہگی کی قدر ہوتی جاتی ہے۔ یہ دونون اپنا آنا جانا کم کرتے جاتے ہین۔ یہانتک کہ آخرکار بالکل اوس دربار کا جانا ترک کردیتے ہین۔ جب ایسے لائق لوگونکا جو باعث ترقی و شان دربار ہے دربار سے آنا جانا موقوف ہوا۔ تو وہ دربار بالکل بے رونق ہوجاتا ہے۔ یعنے پھر انسان کسی کام کا نہین رہتا۔ پھر اوسے بہرا کہو تو بجا ہے۔ اندھا کہا جاوے تو درست ہے۔ بلکہ دونون لقب اوسکے مرتبہ اعلےٰ سے کئی درجہ کم

ہین کیونکہ بہرے اور اندہے کان اور آنکھ کے ہونیکے باعث ان القاب سے ملقب ہوتے ہین - اسی خدا نے انکھین عطا فرمائی ہین اور نہین دیکھہ سکتا کان رکہتا ہی اور کچھہ نہین سن سکتا - ذہن ہے پر کچھہ نہین سمجھہ سکتا - حافظہ سے بے بہرہ نہین مگر یاد نہین رکہتا جب کوئی اندھا یا بہرہ ہو جاتا ہے تو ارحم الراحمین اوسکی اس سبب سے کہ وہ اندھا یا بہرہ ہونے مین مجبور ہے - اس کمی کے عوض مین اور قوی کو تیز کر دیتا ہے چنانچہ اندہون کے قوت سامعہ یا لامسہ تیز ہوتے ہین جو لوگ دانستہ توجہ ایسی مفید چیز کو ناحق زایل کرتے ہین اونکی ناشکر گذاری اور نافرمانی کی سزا مین اور قوی بہی چہین لیتا ہے -

(۳) وہ شخص جسمین یہ فعل قلبی جسے توجہ کہتے ہین نہو - اور وہ جسمین ہو اون دونو مین اتنا فرق ہوتا ہے - کہ جتنا ایک عالم فاضل اور جاہل نادان مین - چنانچہ تمثیلاً ایک ذکر بتاتا ہون جس سے یہ فرق بخوبی معلوم ہو جائیگا - میری عادت ہے کہ اکثر سر شام تفریحاً سڑک کو چلا جایا کرتا ہون - ایک روز دو شخص میرے ساتھ اور تہے اور تین بچے چہہ چہہ سات سات سالکی عمر کے ہمارے ہمراہ ہو لئے - اونمین دو کی تو عام بچونکی سی عادت تہی اور ایک کو جو سب سے چہوٹا تھا - توجہ کی خو تہی بڑے دونو تو اوسوقت کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور گرد کی لہلہاتی ہوئی سبزی اور شفق کو دیکہکر قدرتی خوشی سے شادان اور فرحان کبھی آگے کبہی پیچھے کودتے پہاندتے چلے جاتے تہے اور تیسرا آہستہ آہستہ ہمارے ساتھہ ساتھہ جاتا تھا اوسنے کرنیل صاحب کے باغ تک جاتے جاتے کئی آسان آسان سوال (جو اوس بچے کے لئے مشکل تہے) ہمسے پوچہے - چنانچہ سڑک پر چڑہتے ہی پڑاؤن کو دیکہکر پوچہا کہ یہ کیا شے ہے یہانسے زمین اسقدر بلند کیون ہے - ذرا آگے بڑہکر دریافت کیا کہ سڑک کی دونو جانب برابر سیدہی قطار مین درخت کیون لگائے گئے ہین

پھر جنگل کی مناظر سیر یون کو دیکھ کر کہا کہ کیا یہ جگہ ہمارے بیٹھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور سب سوالون کے جواب اپنی سمجھ کے موافق حاصل کئے جو اوسیوقت اوسے یاد کرا دیئے گئے۔

اوس نے اسطرح سے توجہ کی بدولت اتنی سیر مین کئی اشیاء سے واقفیت اور اونکے نفع و نقصان سے آگاہی حاصل کی اور دوسرے جیسے آئے تھے ویسے ہی کھیلتے کودتے گھر ونکو گئے۔ دیکھیو ایک گھنٹہ کے عرصہ مین ایک بیل کی سیر مین اونمین کسقدر فرق آگیا۔ اسی نسبت سے سمجھ لو (کہ اگر اونکی بے توجہگی اور اوسکی توجہ کی یہی کیفیت رہی تو) چند سال کے عرصہ مین کسقدر فرق آجائیگا۔

(۴) توجہ اور عدم توجہگی کے باعث یورپین اور اہل ہند مین زمین و آسمان کا فرق ہو رہا ہے ورنہ اہل ہند اگر پہلے ہی توجہ کو کام فرماتے رہتے تو اب اس رتبہ عالی اور اوس بلندی پر ہوتے کہ سب قومین بہت ہی پستی پر نظر آتین۔ توجہ کم و بیش خداوند تعالےٰ نے ہر فرد بشر کو دی ہے اسلیئے اہل ہند مین بھی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہی کہ اہل ہند نے اسکو برمحل استعمال نہین کیا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو شے جس مطلب کیواسطے پیدا کیگئی ہے اوسے اوسی مطلب کیواسطے استعمال کرین تو بہتر ہے ورنہ نہ مطلب حاصل ہوتا ہی اور نہ وہ شے درست رہتی ہے۔

اُنہون نے اپنی توجہ کو خیالی اور وہمی باتون کیطرف لگایا عیش و نشاط کی واہی تدبیرون مین صرف کیا۔ دیو بھوتون کی قصہ کہانیان اور حسن و عشق کے خیالی مضمون کی فکر مین لگے رہے۔ اور اسی قسم کی کتابین تصنیف کین کہ جنسے انکو اگر کچھہ فایدہ پہنچا تو یہ پہنچا کہ اپنی عزیز عمر کے بیش بہا وقت کو مفت ضایع کیا اور ملک کو یہ نفع ملا کہ بھوتون کے قصون سے لوگون کے دلونمین ایک موہومی خوفناک ہستون کا یقین اور اونسے خوف پیدا ہو گیا حسن و عشق کے قصونکو

نوجوان مطالعہ کرتے ہین۔ اونمین سوہومی اُمیدین اور عیش و خوشی کی باتین
اونکے اوائل عمر اور اونمین عاشقانہ مضامین شروع جوانی کے جوش وخروش اور
اونمین محبّت کی میٹھی میٹھی حکائیتین اور اونکی طبیعت مین ناعاقبت اندیشی کا
عملدرآمد ہوتا ہے۔ نوجوان طبیعتون پر جو مانند باروت کے ہوتے ہین۔ آگ کا
کام کرتے ہین اگر یہ کاریگر چاہتے تو اس زور اور باروت کو ہمت کی سرنگون مین
بھر کر مشکلات کے پہاڑون کو اوڑاتے اور قلعہ شکن توپین ڈالکر دشمنون کے
قلعے فتح کرتے۔ مگر حیف کہ انہون نے بجز اوس آتشبازی کے کہ جس سے سوائے
ایک لحہ کے فضول تماشے کے اور کچھہ فایدہ نہین کچھہ بنایا۔

اہل یوروپ نے توجہ کو مناسب جگہ استعمال کیا۔ آسان آسان باتون
کیطرف توجہ کی اور بڑے بڑے فایدے حاصل کئے۔ اُنہون نے روز وشب صبح و
شام کو دیکھا اور سورج چاند زمین کی روزانہ حرکت کی وقوعات کا ملاحظہ کیا۔ تجربات
سے علت و معلول کی تحقیق کی۔ جن باتونکا ہم نے خیال بہی نکیا اُنہون نے اونہین
چیزونپر توجہ کی اور مصری اور قدیمی یونانیونکو پیچھے چہوڑا۔ علم طبعیات و کیمیا کو
ترقی دی۔ ریل و تار برقی نکالی اور بیشمار مفید چیزین ایجاد کین۔

ہمین آجتک معلوم نہین کہ زلزلے کیونکر پیدا ہوتے ہین۔ بارش کسطرح ہوتی ہے
ان سب کی معقول وجہ ایک ہی سمجھی ہوی ہے۔ کہ سب کچھہ خدا کی قدرت مین ہے
جو چاہتا ہی کرتا ہے۔ اگر کوی ہم سے پوچھے کہ بھونچال کا کیا باعث ہی تو پہلا جواب تو
وہ ہی معمولی ہوگا کہ خدا کی مرضی۔ اگر اصرار کرکے وجہ ہی پوچھنی چاہیے۔ تو بتلاینگے
کہ وہ گاو جو زمین کو اپنے سینگونپر اوٹھائے ہوے ہی جب اپنا سینگ بدلتی ہے تو
زمین کو جنبش ہوتی ہے۔ اگر یہی سوال یوروپین مین سے کیا جاوے تو دیکھو کس
خوبصورتی کے ساتھ کیسے معقول طور سے اوسکے باعث اور توجیہات بیان کرکے

جواب دیتے ہین - گو آخر کو وہ ہی کہدینگے کہ سب کچھہ خدا کی قدرت مین ہے - جو چاہتا ہی وہ کرتا ہے مگر اونکے اتنا کہنے اور ہمارے کہنے مین رات دن کا فرق ہے ہم مین اہل یوروپ سے ظاہرا کسیطرح کی کمی نہین ہاتھہ موتھہ ناک کان سب کے برابر ہین صرف اوس چیز کے کمی ہے جسکی واقعہ مین کمی نہین - ہم سب کو چاہیے کہ توجہ کا خیال رکہین ہر کام توجہ سے کرین اہل بصیرت جانتے ہین کہ اگر تہوڑی دیر کے لئے توجہ کیطرف سے غفلت کیجاے تو انسان سے تمام عمر مین ہر اوسوقت کی کمی پوری ہونی بہت مشکل ہو جاتی ہے - اسے کانون کی قوت سامعہ اور آنکھونکی بصارت سمجھنا چاہیے - اسکے اوصاف تو بہت ہین مگر عاقلون کیلئے اشارہ کافی ہوتا ہے - لہذا بس کرتا ہون -

رسالہ کپورتھلہ مہذب قوم

مضمون مصنفہ منشی گنڈا سنگہ صاحب مدرس فارسی

صغر سنی مین شادی کرنے کے نقصان

چھوٹی عمر مین شادی کرنے مین چار ایسے نقصان ہین کہ جو انسان کو غارت اور برباد کرتے ہین اور دین اور دنیا دونو سے کہوتے ہین -

نقصان اول یہ ہے کہ شادی انسان اسواسطے کرتا ہی کہ اپنی زوجہ کے ساتھہ عمر بہر عیش و آرام سے کاٹے اور جب کبہی اسکو مشکل درپیش آوے تو اس سے مدد لے - مثلاً وہ بیمار ہوا تو اسکو امید ہے کہ اسکی زوجہ اسکی خدمت کریگی اور اسیطرح اور بہت سے امورات خانگی مین اسکو مدد ملتی ہے اور یہ بات اسوقت تک نہین ہو سکتی کہ جبتک دونو مرد اور عورت کے خیالات باہم منطبق ہوون اور ایک دوسرے کو دل سے پیار نکرے اور یہ بات اسوقت تک نہین ہو سکتی کہ جبتک مرد عورت کو اور عورت مرد کو شادی سے پہلے آزمانہ لے اور اچھی طرح

پسند نکرلے اور یہ بات اُسوقت تک نہین ہو سکتی کہ جبتک مرد اور عورت دونو سن بلوغ کو نہ پہونچ چکین اور نیک و بد مین بہی تمیز کرنے نہ لگین پس بڑی عمر مین شادی کا ہونا واجب ٹہیرا اگر صغر سنی مین شادی کیجاینگی تو مرد و عورت ہرگز ایک دوسرے کو پسند نکر سکینگے اور اگر شادی ہونے کے پیچھے ایک نے دوسرے کو پسند نکیا تو انمین محبت ہرگز پیدا نہوگی اور تمام عمر لڑائی جہگڑے فتنہ و فساد مین کٹے گی - جس فایدہ کی غرض سے شادی کی تہی وہ تو درکنار اولٹی ایک مفت کی بلا گلے پڑ گئی اس سے بہتر ہے کہ صغر سنی مین شادی نکیجاے بلکہ شادی کے مدار کو مرد پہ چہوڑ دے - جس سے وہ چاہے پسند کرکے شادی کر لے -

نقصان دوم - انسان پر دنیا مین دو باتین فرض ہین - علم و عبادت چونکہ علم بغیر عبادت کا ہونا محال ہے اسلئے علم کا سیکہنا مقدم ٹہیرا صغر سنی مین شادی کا کہنا ایک بڑا بہاری روک تحصیل علم کو ہے اسطرح سے کہ جب چہوٹی ہی عمر مین جورو گلے کا ہار ہو گئی تو مرد اسکو کما کر کہلائیگا یا تحصیل علوم کریگا - بہت لوگ ابتدائی تعلیم پاکر روزگار کے متلاشی ہو جاتے ہین بیچارے کیا کرین - اور جب علم سے محروم رہا تو خدا کے سامنے مستوجب عذاب ٹہیرا کیونکہ وہ سچی عبادت نکر سکا اب دیکہنا چاہئے کہ صغر سنی کی شادی نے کسقدر ہرج انسان کا کیا - پس انسانکی شادی سن بلوغ مین ہونی چاہئے تاکہ وہ اپنی بیس پچیس برس آزادی سے علم کی تحصیل مین صرف کر سکے -

نقصان سوئم - صغر سنی مین جب شادی کیجاینگی تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ کمزور بزدل - مریل - سست - کندذہن - پست حوصلہ ہوگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ بالکل ناکاری نسلین ہو جاوینگی - بہت لوگ کہا کرتے ہین کہ پچہلے زمانہ کے لوگ بڑے باجرات تہے اور اب جو پیدا ہوتا ہے اوسمین بالکل جرات نہین

ہوتی - اسکا سبب ہے - اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے تو یہی صغر سنی مین شادی کا ہونا ہے - پچھلے زمانہ مین جب مرد جوان ہوتا تھا تو آپ پسند کرکے شادی کرتا تھا اور اونکی جو اولاد ہوتی تھی وہ بہی مثل اونکے دلاور اور حوصلہ والی ہوتی تھی رفتہ رفتہ صغر سنی مین شادی کے ہونیکا رواج ہوتا گیا - اور نسلین دن بدن کمزور ہوتی گئین یہانتک کہ زمانہ حال کی حالت آگئی -

نقصان چہارم یہ ہے کہ جب چہوٹی ہی عمر مین اولاد پیدا ہوی تو اوسیوقت فکر معاش دامنگیر ہوا گویا اسوقت ہمکو روزگار کی تلاش کرنی پڑی کہ جسوقت ہم اسکے لایق نہ تہے - اور اسی باعث سے ہم اپنے مین کوئی ایسا کمال پیدا نکرسکے کہ جسکے ذریعہ سے ہم معقول روزگار حاصل کرسکین - تمام عمر اس قلیل روزگار پر گزارہ کرنا پڑا اور کوئی عمدہ مرتبہ حاصل نکرسکی - دو اور نقصان بہی ہین کہ جنکو مین بطور تتمہ کے لکہتا ہون - اولاً چہوٹی عمر مین شادی کرنے سے یہ قباحت عاید ہوتی ہے کہ بہت لڑکے سیتلا وغیرہ امراض یا اور کسی سبب سے مرجاتے ہین اور عورت بیوہ رہجاتی ہے جو مذہب ہنود مین ایک سخت مصیبت ہی - خدا اسکو رفع کرے - ثانیاً بعضے آدمی شادی کرنا پسند کرتے ہین اور بعضے بالکلیہ متنفر ہین - پس جب جوان ہوکر شادی ہوگی تو کوئی قباحت اس قسم کی عاید نہوگی جسکا جی چاہے شادی کرے چاہے نکرے - فقط - خیرخواہ عام

تمام شد

چرنجی لال - مقام مطبع محب ہند واقع فیض بازار دہلی - تاریخ ۲۸ جولائی ۱۸۸۵ع

فہرست کتب موجودہ مطبع محب ہند فیض بازار دہلی

ہر کتاب کی قیمت معہ محصول ڈاک درج کیگئی ہے

فہرست کتب مذہبی

سیر الاولیاء فارسی مصنفہ حضرت امیر خورد صاحب خلیفہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز۔ اسمیں خاندان طبقہ چشتیہ کے بزرگوں کی کرامات و فضایل وغیرہ سلسلہ وار درج ہیں اور خصوصاً خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ علیہ و قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ۔ و شیخ الشیوخ حضرت شیخ بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ علیہ اور سلطان المشایخ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیا بخاری دہلوی قدس سرہ کے فضایل و کرامات و حالات معہ حالات یاران حضرت والا مفصل و مشرح مندرج ہیں۔ حجم تخمیناً ۴۰ جزو۔ تقطیع ۲۰ – ۲۶ قیمت۔ معہ محصولڈاک و رجسٹری عمدہ کاغذ سریرام پوری پر ۵ روپے اور عمدہ ولایتی بادامی کاغذ پر للعہ ۷ر مقرر کیگئی ہے۔

(۲) رسالہ سوال و جواب فارسی شاہزادہ دارا شکوہ و بابا لال داس بیراگی تصنیف ہیں۔ اسمیں سات مختلف مقاموں پر جو شہزادہ اور باباجی میں سوال و جواب ہوے ہیں وہ سب قلمبند کئے گئے ہیں۔ قیمت معہ محصول ۲

(۳) جواہر خمسہ حضرت محمد غوث گوالیاری رحمۃ علیہ اردو۔ اعمال و اوراد ہیں۔ قیمت ۶/۰

(۴) معاملات الاسرار تفسیر قرآن مجید فارسی معہ ایک مقدمہ اردو در اثبات نبوت حضرت محمد صلعم از کتب مختلف مذاہب۔ ۵

(۵) مرقعہ شریف مصنفہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ اردو۔ عملیات ہیں ۴/۰

(۶) مکتوبات کلیمی۔ اکسو اکتیس مکتوب تصوف ہیں جو حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے مختلف اوقات میں حضرت نظام الدین اورنگ آبادی کو بھیجے تھے ۶/۰

(۷) اعجاز عیسوی در ثبوت تحریف کتب بائبل و تردید جواب اعتراضات پادریان۔ ۱۱ر

(۸) ابطال التثلیث رد نصاری میں ۲/۰

(۹)۔ ہشت کونسل مباحثہ مذاہب و غلبہ اہل اسلام۔ ۳ر

(۱۰) فیصلہ ہائیکورٹ آسمانی۔ عیسائی اور مسلمانونکا مباحثہ ۲ر

(۱۱) فرایض مصطفوی۔ تقسیم میراث کی عربی کتابوں کا اردو ترجمہ۔ ۶/۰

(۱۲) مولود شریف منظوم۔ ۴/۰

دیوان وصل یار۔ اسمیں ساٹھ زندہ شاعروں کی ۲۳۰ غزلیں حرف ابجد کے لحاظ سے لکھی گئی ہیں۔ فی نسخہ معہ محصول ۶/ پانچ جلد سے زیادہ فی ۵

(۲) کتب علمی و درسی مدارس سرکاری

(۱) جغرافیہ طبعی مولفہ لالہ کدارناتھ صاحب ایم۔ اے۔ حجم ۹½ جزو۔ تقطیع ۲۰ – ۲۶ کا اٹھ صفحہ ۵/۰

(۲) مراۃ جغرافیہ جہان کا ایک مختصر جغرافیہ نقشوں اور طرز سو ۲ر

(۳) مراۃ الطبیعات ۶/۰

(۴) جغرافیہ پنجاب مختصر ۲ر

(۵) ریاض جہانگیر یعنی رسالہ علم طبعی بطور سوال و جواب حصہ اول و دوم فی ۴/۰

(۶) جغرافیے مولفہ منشی اکبر حسین۔ ہند ۳/۰ ایشیا ۳/۰ پنجاب ۱/۰ دنیا کا مختصر جغرافیہ ۲/۰

(۷) اردو زبان کی تاریخ۔ اسمیں عموماً مختصر طور پر ہندوستان کی کل زبانونکا بیان ہے اور خصوصاً اردو زبان کی حقیقت اور ماہیت مفصل و مشرح بیان کی گئی ہے۔ ۸ر

(۸) خلاصہ قواعد یعنی صرف و نحو صاحب بطور سوال و جواب ۵/۰

المشتہر بابو چھجمل لال مالک و مہتمم مطبع محب ہند۔ فیض بازار دہلی۔

بقیہ فہرست کتب۔ دیکھو صفحہ (۵)

گلبن جنت۔ جسمیں کل بزرگان خاندان چشتیہ اور بارہ اماموں اور حضرت محمد صلعم کا مختصر حالات مندرج ہیں قیمت [illegible]

دور مین عالم۔ [illegible]

مفید ہند اخبار [illegible]

بقیہ فہرست کتب درسی وغیرہ سرکاری

(۹) مہذب النساء معروف بگھڑ سہیلی۔ عورتوں کی زبان میں انہیں کی تعلیم کے لئے حنائی کاغذ پر ۳؍ ولایتی کاغذ ۴؍ (۱۰) **تعلیم النساء** ۵؍ (۱۱) تہذیب النساء ۶؍ (۱۲) نکات الحساب ۶؍ (۱۳) شرح اقلیدس مقالہ اول ۳؍ (۱۴) مشکلات الحساب ۱؍ (۱۵) گلشن حساب ۲؍ (۱۶) محمود الحساب حصۂ اول ۱؍ (۱۷) محمود الحساب حصہ دوم ۷؍ (۱۸) گلشن مساحت ۵؍ (۱۹) الجبرا گائیڈ ۱؍۳ (۲۰) **مخزن المضامین**۔ اسمیں مستند لوگوں کے اخلاقی و علمی مضامین درج ہیں۔ حجم ۲۴ جزو تقطیع ۲۶-۲۰ قیمت ۲؍ (۲۱) اکسیر نادر۔ اسمیں گلٹ کرنیکی ترکیبیں درج ہیں ۴؍ (۲۲) رسالہ رنگت۔ اسمیں مختلف رنگوں سے کپڑا رنگنے کے ڈھنگ درج ہیں ۲؍ (۲۳) احسن القواعد ۴؍ (۲۴) مخزن الترکیب یعنی قواعد فارسی بطور سوال و جواب ۴؍ (۲۵) خلاصہ قواعد اردو بطور سوال و جواب ۲؍ (۲۶) خلاصہ مصدر فیوض۔ بطور سوال و جواب ۲؍ (۲۷) حل ترکیب بوستان باب اول معہ ترجمہ ۵؍ (۲۸) حل ترکیب بوستان باب دوم و سوم ۵؍ (۲۹) حل ترکیب گلستان معہ ترجمہ باب اول و دوم ۱؍ (۳۰) حل ترکیب گلستان تیسرے باب سے آخر تک ۱۲؍ (۳۱) رسالہ ترکیب فارسی ۴؍ (۳۲) شرح بوستان مصنفہ منشی ٹیکچند بہار ۱۱؍ (۳۳) منتہی الحروف ۴؍ (۳۴) فارسی کی پہلی کا ترجمہ ۱؍ (۳۵) فارسی کی دوسری کا ترجمہ ۲؍ (۳۶) منتخب گلستان کے دو باب کا ترجمہ ۲؍

(۳) کتب شوقیہ

(۱) رسالہ ہندوستانی پہیلیاں مصنفہ حضرت امیر خسرو طوطی ہند وغیرہ ۲؍ (۲) نوروز نامہ غرہ محرم ۱؍ (۳) قصۂ مہتاب بیگم ایک انگریزی ناول کا بامحاورہ ہندوستانی ترجمہ ۱؍ (۴) منتخب الحکایات ۴؍ (۵) تذکرۃ النساء اسمیں ساڑھے تین سو شاعرہ عورتوں کا حال درج ہے۔ دیسی کاغذ ۹؍ سہرامپوری ۱۱؍ ولایتی کاغذ ۱؍۳ (۶) آئینہ سکندر ۲؍ (۷) سپاہی زادہ ظہور ۱؍ (۸) رسالہ کرکٹ ۲؍ (۹) رسالہ ورزش ۳؍ (۱۰) زیارات العرب ۵؍

(۴) کتب انگریزی

(۱) فرہنگ مورل ریڈر ۳؍ (۲) اتالیق انگلش ۴؍ (۳) زینت الاسکول ۴؍ (۴) نیو لیٹر رائٹر مصنفہ بابو جگن ناتھ صاحب جو چھٹی دفعہ چھپی ہے ۱؍

(۵) **نقشجات ملک** مطبوعہ لاہور۔ (۱)۔ ایشیا۔ یورپ۔ آفریقہ۔ امریکہ۔ ہند۔ پنجاب۔ رنگین فی ۲؍ پارچہ دار فی ۱؍ رولدار فی ۶؍ **مطبوعہ دہلی**۔ ہند و پنجاب کُل رنگین ۲۰-۲۶ ولایتی کاغذ پر فی ۳؍ دیگر ہند و پنجاب اور ہر ایک ملک کا نقشہ ۱۸/۲۲ کاغذ پر ۲؍

تمام شد

اطلاع کتب بالا نقد قیمت بھیجنے پر المشتہر سے مل سکتی ہیں۔ **کمیشن** پانچ روپیہ اور زائد پر ۱؍ دس روپیہ اور زائد پر ۲؍ پچیس روپیہ اور زائد پر ۳؍ فی روپیہ مقرر ہے

المشتہر بابو چرنجی لال مالک و منیجر مطبع محب ہند فیض بازار دہلی